

تقریریں اور خطبات

# ایکادینے

۱۹۸۸ء

پیشکش کنندہ: اسلامی اکیڈمی،  
۱۱۱/۱۱۱، سید احمد خان روڈ،  
لاہور۔ (۱۱۱/۱۱۱) ۱۱۱/۱۱۱



مجلہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

# ایجاد مذہب

جس میں

کُتبِ نبیؐ سے ثابت کیا گیا ہے کہ شیعوں نے مذہب کی بنیاد کسی دوسرے پیام  
نے رکھی ہے نیز مذہبِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلا اور نہ بارہ اماموں کے پہلا  
مذہب حق اہل سنت و جماعت کے اس کے سوا سب مذہب کھلے ہیں

مصنفہ

مناظر اسلام حضرت اعلیٰ الامام اللہ یا خان صاحب

منارہ ضلع چکوال

(پاکستان)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى

آقا بعد

جب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مکمل کرنا چاہا اور اپنی تمام نعمتیں مخلوق پر پوری کرنی چاہیں اور ہدایت اور رضا مندی کا دروازہ کھولا چاہا اور ہر قسم کی نبوت تشریفی اور غیر تشریفی کا دروازہ بند کرنا چاہا۔ تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کو بعث فرمایا۔ حضور انور ﷺ نے اپنے منصب رسالت کو اس طرح ادا فرمایا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی، آپ نے اس مہابل قوم میں اگر تبلیغ و دعوت الی اللہ شروع فرمائی، تو جناب کے شاگردوں اور مریدوں کا ہجوم تھا۔ اپنے مریدوں کو عقائد و اعمال حلال و حرام سکھائے اور ان کے نفوس کا وہ تزکیہ فرمایا جس کی مثال سابقہ انبیاء میں بھی تلاش کرنی ناممکن ہے جب دین ہر طرح سے مکمل ہو گیا۔ اور دین میں فوج در فوج لوگ داخل ہو گئے، اور جب آپ اپنے منصب کو ادا کر چکے تو داعی اجل کو لبیک فرماتے ہوئے رفیق اعلیٰ کی طرف رحلت فرمائی۔ جزاء اللہ عما خیر الجسہاء جس وقت آپ نے دنیا فانی کو ترک فرمایا تو آپ کے شاگردوں کی جماعت کی تعداد ایک لاکھ کسی ہزار پر مشتمل تھی بقول ڈاکٹر اسپرنگر چار لاکھ تھی آپ سے حدیثیں نقل کرنے

والوں کی تعداد مردوں عورتوں کی جیسا کہ احباب کے صفحہ ۱۲۰ پر موجود ہے۔

تعداد رواة قوفی الشیخی رحمۃ اللہ علیہ ومن سمع منه زیادة علی مائة  
الت انسان من رجل وامرأة كلهم قد روی عنه سماعا ورواية۔

رواة کا تعداد جنہوں نے نبی کریم سے حدیثیں سنی ہیں۔ ایک لاکھ سے زائد تھے مرد و عورت  
تمام نے نبی کریم سے سُن کر حدیثیں بیان فرمائیں اور کوئی دوسروں سے سُن کر۔

اس مقدس جماعت کے اندر کوئی ذرہ بھر اختلاف نہ تھا تمام کا ایک ہی عقیدہ تھا۔  
جو عقیدہ آج اہل سنت والجماعت ہی کا ہے ان کے اعمال و عبادات میں بھی کوئی اختلاف  
نہ تھا۔ اگر تھا تو مقتضائے فہم و رائے تھا۔ جیسا کہ خود سیدنا علی المرتضیٰ نے منہج البلاغہ  
میں فرمایا ہے۔ (منہج البلاغہ جلد ۳ صفحہ ۱۲۵)

والظاہران ربنا واحد ونبینا واحد ودعوتنا فی الاسلام واحدة  
ولانستزید من فی الایمان باللہ والتصدیق برسول اللہ ولا یستزید ونا  
الامر واحد۔

ظاہرات ہے کہ امیر معاویہؓ وغیرہ کا اور ہمارا رب ایک ہے نبی ایک ہے۔ اسلام ایک  
ہے۔ ہم ان سے ایمان میں زائد ہیں بات ایک ہے۔

اس کلام سے واضح ہے کہ حضرت علیؓ کا مذہب دیگر صحابہؓ سے کوئی علیحدہ  
نہ تھا اور نہ امیر معاویہؓ کے ایمان کو اپنے ایمان کے برابر نہ فرماتے اور یہ بھی ثابت  
ہوا کہ حضرت علیؓ شیعہ نہ تھے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ اس وقت تک صحابہؓ کو ائمہ میں  
اصولی اختلاف کا وجود نہ تھا۔ البتہ معمولی عمل میں تھا جیسا کہ ائمہ عثمان رضی اللہ  
عنه کے قصاص میں اختلاف ہوا۔

علیٰ ہذا القیاس اس مقدس جماعت میں نہ کوئی جبری تھا، نہ قدری تھا، نہ معزلی تھا نہ غباری تھا اور نہ راضی تھا، کسی شاعر نے خوب کہا ہے :-

لگایا تھا مالی نے ایک باغ ایسا

نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

حضرات شیعہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ اس مقدس جماعت میں اور آپ کے زمانہ میں صرف چار آدمی شیعہ مذہب کے تھے مگر وہ بھی تقیہ کر کے اندر دل میں تو شیعہ تھے اور بظاہر سنی ہی تھے اور خلفائے ثلاثہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور مرید بن کر حلف و قناری دیدی تھی کہ ہم آپ کے کسی امر میں مخالفت نہ کریں گے۔ جیسا کہ خود حضرت علیؑ کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے زمانہ خلافت میں بھی کوئی مخالفت نہ کی۔ اور بیعت پر قائم رہے جیسا کہ احتجاج طبرسی جو شیعہ کی چوٹی کی کتاب ہے کے صفحہ ۴۴ پر ہے۔

ما من الامة احدٌ باکع مکرها غیر علی وارثنا۔

امت محمدیہ سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے ابو بکر صدیقؓ کی بیعت خوشی سے نہ کی ہو سوائے علیؑ

اور چار آدمیوں ہمارے کے ۔

خاندانہ بہر حال اگر شیعہ کے ان توہینی خرافات کو ہم مان بھی لیں تو یہ تو ثابت ہوا کہ بظاہر یہ پانچ بھی سنی مذہب کے مطابق قول و اقرار عمل و عبادت کرتے تھے، یا کہیں کہ معاذ اللہ ان کی طرح یہ پانچ شیعہ بھی مرتد ہو گئے تھے، اسی رنگ میں رنگے گئے تھے جب پیرو مرشد مسلمان نہ تھا تو مرید کب مسلمان ہوگا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

شیعہ یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ بعد وفات رسولؐ تمام صحابہ مرتد و کافر ہو گئے تھے، سوائے تین آدمیوں کے، پوچھا گیا وہ کون تھے؟ تو فرمایا مقداد اور سلمان اور

الہودر۔

عن ابی جعفر قال حکان الناس اهل الردۃ الثلاثۃ فقلت ومن الثلاثۃ  
تقال المقداد بن الاسود وابو ذر الغفاری وسلمان الفارسی۔

امام باقر فرماتے ہیں کہ تمام آدمی مرتد ہو گئے تھے صرف تین بچے تھے راوی نے سوال  
کیا وہ کون تھے ؟ تو فرمایا مقداد بن اسود، ابو ذر غفاری اور سلمان فارسی۔ (درحال کشی ملا مطبوعہ)  
فائدہ :- شیعہ کی اس روایت نے حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ و حسینؓ و شریعتینؓ و اہل بیت  
نیک ہاتھ صاف کئے

اور شیعہ نے جوش و غضب میں تبرکاً کا خوب حق ادا کیا۔

فصل الخطاب مطبوعہ ایران کے صنف اپہ ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت نے  
رسول کریمؐ سے آنا علم حاصل کیا تھا جس سے نفاق پر پردہ چڑھانے و غیر کی تبلیغ کی خاطر

فاخذوا منه العلم بقدر ما یحفظون بہ ظاہرہ و باطنہ و سترہ و کبرہ

نفاقہم و ہذا عند الامامیتم اوضح من النار۔

صحابہ کرامؓ نے رسول کریمؐ سے آنا علم لیا تھا، جس سے ان کے نفاق پر پردہ چڑھائے  
اور اپنے ظلم کی حفاظت کر سکیں یہ بات شیعہ کے نزدیک آگ سے زیادہ روشن ہے۔

فائدہ :- اول تو شیعہ کے نزدیک صحابہؓ کے پاس علم تھا ہی نہیں اور جو علم تھا وہ۔

رسول اکرمؐ سے حاصل کیا تھا۔ وہ بھی بوجہ مرتد ہو جانے کے تمام  
کا تمام ضائع ہو گیا۔

سوال شیعہ :- چار پانچ آدمی جو بچے تھے رسولی علم ان کے پاس محفوظ تھا۔

جواب اول :- میں تمام دنیا کے شیعہ کو بڑے زور سے اعلان کرتا ہوں کہ ان

یہ منقول آدمیوں سے متصل روایت جو مرفوع ہو نبی کریم ﷺ تک ایک ایک آدمی سے پانچ پانچ روایتیں پیش کریں جو اس طرح ہوں۔

عن سلمان او عن ابی ذرہ الغفاری عن المقداد بن الاسود عن رسول اللہ

ﷺ

سلطان ابو ذر غفاری یا مقداد نے رسول ﷺ خدا سے یوں نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا چلو پیش کرو جب آپ نے ان سے پانچ روایتیں مرفوع رسول خدا کے نہیں پیش کر سکتے تو پھر انہوں نے مذہب شیعہ کو رسول خدا ﷺ سے کیا نقل کیا تھا جواب میں :- خود ان تین حضرات کا یہ حال تھا کہ اپنے عقائد، دل کی بات اپنے بھائی ہم مذہب کو بھی نہ بتاتے تھے۔ اگر ایک دوسرے کو بتاتا تو یقیناً ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ورنہ فتویٰ کفر کا ایک دوسرے پر لگا دیتے دیکھو اصول کافی صفحہ ۲۵۲۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ذکرنا التقیة یوما عند علی بن الحسین فقال والله لو علموا ہذا رفا فی قلب سلمان لقتلہ ولقد انا رسول اللہ ﷺ بینہما فما ظنکم بسائر الخلق۔

ابی جعفر صادقؑ سے ہے کہ ایک دن امام زین العابدین کے پاس تقیہ کا ذکر ہوا پس فرمایا امام نے قسم خدا کی اگر ابو ذر کو سلمان کے دل کی بات معلوم ہو تو اس کو قتل کر دے البتہ مخفی بات ہے نبی کریم ﷺ نے دونوں کو بھائی بنایا تھا پس کیا خیال ہے تمہارا باقی مخلوق کے ساتھ۔ اور یہی روایت رجال کشی کے صفحہ ۱۲ پر موجود ہے۔

اور فتویٰ کفر والی روایت رجال کشی کے صفحہ ۱۲ پر موجود ہے۔

عن ابی بصیر قال سمعت ابا عبد اللہ یقول رسول اللہ ﷺ یاسلمان

لو عرض علمک علی مقداد لکفر یا مقداد لو عرض علی سلمان الکفر۔

ابو بصیر کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سلمان اگر تمہارا علم یعنی دل کی بات مقداد کو معلوم ہو جائے تو مقداد کا کفر ہو جائے۔ اے مقداد اگر تمہارا حال دل کا سلمان پر پیش کیا جائے تو سلمان کا کفر ہو جائے۔

حادثہ۔ یہ حال تھا ان دونوں بھائیوں کا بھائی بھی وہ جن کو رسول اللہ ﷺ نے بھائی بھائی بنایا تھا پھر باقی اُسے غیرے شیعہ کا کیا پوچھنا۔ اے حضرات شیعہ! جب ان کی یہ حالت تھی کہ اپنا عقیدہ اپنے بھائی کے سامنے زبان پر نہ لاتے تھے تو غیر کو یہ کب بتاتے تھے۔ اگر غیر کے سامنے پیش کرتے تو وہ یقیناً بھائے ایمان کے کافر و کفر ہو جاتے۔ یہ عقائد ان کو یقیناً رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے اور بہت سے ایسے خراب اور متضاد عقیدے تھے جن کا انہماق قتل و فتویٰ کفر پر تھا۔ اے شیعہ صاحبان! فرمائیے، انہی سے دین شیعہ نقل ہو کر آیا ہو گا؟ یہ تھا حال صحابہ کرامؓ کا شیعہ مذہب میں کہ جس دین کو رسول نے کر آیا تھا وہ ہرگز دُنیا میں نہیں پھیلا۔

اے علماء شیعہ! آپ کس دلیل سے کہتے ہیں کہ مذہب شیعہ رسول اللہ ﷺ سے چلا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس مذہب کی تعلیم دی۔ آپ کے عقیدے سے تو کوئی مذہب ہی رسول اللہ ﷺ کا ثابت نہیں ہو سکتا شیعہ کا بیان، پس جو دین نبی کریم ﷺ نے پیش کیا تھا وہ ضائع ہو گیا۔ اول راوی چشم دید گواہ سب بے کار ثابت ہوتے ہیں بشیعہ کو یہ بھی اقرار ہے کہ حضرت علیؓ فوت تک کوئی حکم خلاف خلفائے ثلاثہ کے جاری نہ کر سکے۔ اور یہ بھی کہ آپ کے شاگرد بہت کم تھے۔ جیسے کہ رجال کشی کے صفحہ پر موجود ہے۔ کہ یہاں قیامت میں جناب علیؓ کے ساتھی صرف



چار آدمی ہوں گے، باقی دوزخی ہوں گے۔ اول تو کوئی علیؑ کے عقیدہ کا آدمی پیدا ہی نہ ہوا تھا۔ ان کی خلافت میں۔ اگر ٹھٹھا تو حضرت علیؑ اس سے بیزار ہو جاتیں گے قیامت کے دن جس سے علیؑ بے زار نہ ہوا ہم ان کے دین و مذہب سے بیزار ہیں۔ اور ان کی روایت سے بھی بے زار نیز جب خود حضرت علیؑ نے خلفائے ثلاثہ کے مذہب کے خلاف کوئی بات اپنے زمانے خلافت میں نہ فرمائی، تو ان چار کو کُسنی مذہب کے خلاف شیعہ مذہب کی کب تعلیم دی ہوگی؟ اگر شیعہ میں غیرت ہے تو اپنے مذہب پر ان چاروں سے، وہ حضرت علیؑ سے اور حضرت علیؑ رسول خدا ﷺ سے اس طرح کی روایت پیش کریں افسوس کہ روایات تو لیں زرارہ و ابوبصیر سے اور نام لیں رسولی خدا ﷺ کا۔ دیکھو رجال کشی صفحہ مذکورہ۔

ثمر ینادی مناد ابن حواری علی بن ابی طالب وصی محمد بن عبد اللہ رسول اللہ فیقوم عمر بن الخطاب الخزامی و محمد بن ابی بکر و میسر بن یحیی الثمار مولی بنی اسد اور بنی القری۔

پھر منادی کہنے والا ندا کہے گا۔ کہاں ہیں حواری علی ابن ابی طالب کے جو کہ وصی رسول ﷺ کا تھا؟ پھر عمرو بن الخطاب خزامی اور محمد بن ابی بکر اور میسر بن یحیی الثمار مولی بنی اسد کا اور ان بنی قری کھڑے ہوں گے۔

ف۔۔۔ اور بنی قری کا خواہ مخواہ نام لے لیا۔ باقی عمرو بن الخطاب اور میسر اور محمد بن ابی بکر ان کی زبان سے پانچ حدیثیں مرفوع رسول خدا ﷺ سے پیش کریں دو نعم بالقرض محال ہم بقول شیعہ علیؑ کو مصوم بھی مان لیں تو آگے چل کر چار آدمی پیدا ہوتے ہیں جن سے تو اثر نہیں چلتا۔ جب مذہب میں توازن نہ رہا تو مذہب شیعہ باطل ہوا۔

آگے امام حسنؑ کا زمانہ آیا، تو ان کے متبعین کی جماعت کا حال دیکھیں۔ رجال کشی کے صفحہ پر ہے: کہ امام حسنؑ کے متبع صرف دو آدمی تھے۔

ثعربنادی مناد ابن حواری الحسن بن علی وابن فاطمہ بنت محمد بن عبد اللہ رسول اللہ فیقوم سفیان بن ابی لیلا الحمدانی وحذیفہ بن ابی اسید الغفاری۔ پھر منادی کہنے والا منادی کرے گا کہاں ہیں حواری حسن بن علی، وابن فاطمہ بنت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں سفیان ابن ابی لیلا ہمدانی اور حذیفہ بن ابی غفاری کھڑے ہو جائیں گے۔ ف: ہر سفیان وہ شخص ہے جس نے امام حسنؑ کو بعد صلح امیر معاویہؓ کے نڈال المومنین کہا تھا یعنی امام کے حق میں گستاخی کی تھی۔ (رجال کشی صفحہ ۴۲)

فقال له سفیان السلام علیک یا مذل المومنین۔

سفیان نے کہا اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے تم پر سلام ہو۔ اصول کافی میں پورا باب باتدھا ہوا ہے، کہ تمام کام حکم خدا کیا کرتے ہیں۔ امیر معاویہؓ سے صلح حکم خدا تھی۔ اور سفیان نے حکم خدا کی نافرمانی کی اور امام کے فعل کو ذلیل فعل کہا یہ کب سلسلہ رہا ہوگا؟ اگر کوئی دین کا مسئلہ باقی تھا تو امام حسنؑ پر دین رسولی ختم ہو گیا۔ امام کا ساتھی ایک آدمی رہا۔

آگے امام حسینؑ کا حال شورا شیعوں کا عقیدہ ہے کہ وفات رسول کریم ﷺ کے بعد تمام صحابہؓ شتر تداور کافر ہو گئے اور تمام دین رسول کا صحابہ کے زمانہ میں ختم ہو گیا تھا اور تداور دوم۔ زمانہ حسینؑ میں طاری ہوا جو ائمہ سے کوئی تخطیبے ربط چیز بھی ہوئی تھی وہ بھی اس ازداد نے ختم کر دی۔ (رجال کشی صفحہ ۴۲)

ثعربنادی مناد ابن حواری الحسن بن علی ابن ابی طالب فیقوم کل من استشہد و

لوعین خلف -

پھر منادی کرنے والا منادی کے گاکر کہاں میں حواری حسین بن علی بن ابی طالب کے ہیں  
ہر وہ شخص کھڑا ہو گا جو ہمراہ کربلا میں شہید ہوا تھا اور پیچھے نہ رہا تھا۔

ف :- اس امر کو یاد رکھنا آگے کام آئے گا کہ امام حسینؑ کے متبع وہی لوگ تھے جو ان  
کے ہمراہ شہید ہوئے اور جو باقی رہ گئے تھے وہ مرتد اور غیر ناجی ہیں۔ رجال کشی کے  
صفحہ ۸ پر ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ارتد الناس بعد قتل الحسين صلوات اللہ  
علیہ الا ثلثہ ابو خالد الکامل و یحییٰ بن ام طویل و جبیر بن معطر۔

امام جعفرؑ نے فرمایا کہ بعد قتل حسینؑ کے تمام لوگ مرتد ہو گئے تھے صرف تین بچے تھے۔  
ابو خالد کاملی و یحییٰ بن ام طویل اور جبیر بن معطر۔

فائدہ :- اس روایت سے صرف تین آدمی استثناء فرمائے ہیں مگر حدیث منادی نے  
صاف بتا دیا کہ کوئی آدمی نجات نہ پائے گا۔ سوائے ان آدمیوں کے جو امام کے ساتھ  
شہید ہوئے ہیں لہذا ان تین آدمیوں کو بھی جو مرتد ہونے سے بچے ہیں دوزخی سمجھو۔  
کیونکہ امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں شہید نہ ہوئے تھے۔ اور نجات اسی کو ہوگی جو  
امام کے ساتھ کربلا میں شہید ہوا۔ جلال العیون کے صفحہ ۷۷ سے بھی یہی مضمون ثابت ہوتا  
ہے کہ قیامت کے میدان میں وہی کامیاب ہوں گے جو ہمراہ امام شہید ہوئے تھے  
نیز رجال کشی کے صفحہ ۸ پر موجود ہے کہ ابو خالد کاملی نے حجاج سے بھاگ کر مکہ میں  
پوشیدہ زندگی بسر کی تھی۔ اور رجال کشی کے اسی صفحہ ۸ پر یحییٰ بن ام طویل کے متعلق لکھا ہے  
کہ اس کو حجاج نے قتل کر دیا تھا۔ اور کشی کے صفحہ ۸ پر ہے کہ ابو خالد کاملی نے مدت تک محمد بن

حنفیہ کو اپنا امام بنا رکھا تھا اور غیر امام کو امام بنانے والا شیعہ کے نزدیک کافر ہے۔

لو جناب مطلع صاف جس دین کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے تھے وہ دو ارتدادوں نے ضائع کر دیا۔ باقی ہر امام کے دو یا ایک شاگرد جو تابع تھے اول تو انہوں نے رسول ﷺ سے مذہب شیعہ کا چلنا بیان ہی نہیں کیا۔ اگر بالفرض بیان کرتے بھی تو مذہب متواتر نہ رہا تو جھوٹ محض ہوا۔ اور شیعہ کو اس بات کا بھی اقرار ہے، کہ جو مذہب رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کی جم غفیر کا تھا، وہی عرب میں اور باہر ملکوں میں بھی پھیلا جیسا کہ فصل الخطاب کے صفحہ ۱۶۴ پر ہے۔

وكنوا اكثر من البلاد فتح خلافة عمر وتلتن اصحاب تلك البلاد  
من عمر في خلافتهم من نوابه رهبة ودغبة كما يلقنوا شهادة ان لا اله  
الا الله وان محمدا رسول الله فتشاء عليها الصفيرو مات عليها الكبار  
اور فتح ہونا بہت شہروں کا زمانہ خلافت عمر میں اور سکھاتے گئے اصحاب شہروں کے  
عمر کا طریقہ اس کی خلافت زمانہ میں جس قدر نائب تھے عمر کے رہتہ رشتہ یعنی رعب سے یا غوثی سے  
جیسا کہ ان گاؤں کے لوگوں کو تلقین کلمہ شہادت یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گئی تھی پس اسی  
طریقہ پر پیدا ہوا چھوٹا اور اسی پر فوت ہوا بڑا آدمی۔

فائدہ :- اسی سے دو امر ثابت ہوتے ایک یہ تمام علاقوں میں مذہب فاروقی  
ہی پھیلا۔ جو آج اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے اس پر پتہ پیدا ہو کر تعلیم پاتے  
تھے اور اسی پر بڑے ہو کر مرتے تھے۔ اور دوم یہ کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے  
آگے کوئی کلمہ نہ تھا۔ جیسا کہ علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ۔

اس سے ثابت ہوا کہ ایران، عراق، یمن، روم، مصر، شام، عرب، افریقہ

و غیرہ تمام سنی مذہب پر تھے۔ شیعہ بعد کو ہوئے چونکہ ان تمام علاقوں کو عمر بن عبدالمطلب اور صدیق اہلبیت نے فتح کیا تھا۔ اور جو علاقے فتح ہوئے ان میں دین خلفاء ثلاثہ کا شتمن ہونا گیا اور حرم گیا اور مضبوط ہو گیا تھا۔ جیسا کہ خود حضرت علی کا فرمان ہے نہج البلاغۃ جلد ۲ صفحہ ۲۶۳۔

وولیسہم وال فاقامہ واستقام حتی اضرب الدین بجراحہ ۔

والی ہما، ان کا والی یعنی حاکم ہوا مسلمانوں کا تو قائم کیا دین اور خود بھی سیدھا رہا یہاں تک کہ دین نے اپنا سینہ زمین پر رکھ دیا یعنی مضبوط ہو گیا۔

ف :- اور دُرّۃ النجفیہ شرح نہج البلاغۃ میں ہے کہ والی سے مراد فاروق ہے۔

وولیسہم وال المنقول ان والی ہو عمر بن الخطاب ۔

علمائے سنی منقول ہے کہ حاکم سے مراد فاروق اعظم ہے۔

ف :- ثابت ہوا کہ مذہب اہل سنت والجماعت خلافت خلفاء میں خوب پرست مضبوط ہو چکا تھا۔

۔ نسوہ قال ولیمکن لہم دینہم الذی ارتضی لہم (قرآن)

اور البتہ ضرور بالضرور مضبوط کر دے گا ان کے لیے دین ان کا وہ دین جس کو خدا نے پسند فرمایا ہے۔

ف :- بوجہ خدائی معلوم ہوا کہ جن خلفاء کا دین شتمن و مضبوط ہو گا اور جن کے زمانہ میں خوب طاقت پکڑے گا وہی خلفاء برحق ہوں گے اور باقرار شیعہ خود واضح ہو چکا ہے کہ دین جس کو خدا نے مضبوط فرمایا وہ زمانہ ثلاثہ میں مضبوط ہوا اور تمام علاقوں میں پھیلا نہ شیعہ نہ دین شیعہ اور نہ ائمہ شیعہ باقرار شیعہ تین یا دو آدمیوں سے زائد ائمہ کے زمانہ ۔

میں پائے ہی نہ گئے تھے۔ لہذا نہ دین شیعہ کو ممکن و مضبوطی حاصل ہوئی اور نہ وہ خدا کا دین  
 بنوا بلکہ کسی دشمن دین کا ایجاد شدہ ہے شیعہ یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ امام حسن حسینؑ نے امیر معاویہؓ  
 کی بیعت کر لی تھی اور ان کو اپنا پیر و حاکم مان لیا تھا جس طرح حضرت علیؑ نے خلفائے ثلاثہ  
 کی بیعت کر کے ان کو اپنا پیشوا و دین و حاکم مان لیا تھا۔ درجالتعالیٰ کاشی کے صفحہ ۷۲ پر امام جعفرؑ  
 سے مروی ہے۔

فقال معاویۃ یا حسن قعر فباع فقام فباع شعر قال للحنین علیہ السلام  
 قعر فباع فقام فباع۔

معاویہؓ نے امام حسنؑ کو کہا، اُنٹھ کھڑا ہوا اور میری بیعت کر پس امام حسنؑ نے بیعت کر لی پھر  
 امام حسینؑ کو کہا کھڑا ہوا اور میری بیعت کر پس امام حسینؑ نے بیعت کر لی۔  
 ف۔ یہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ علیؑ نے اپنے زمانہ خلافت میں بھی کوئی شرعی حکم غلط  
 ٹھانے کے خلاف جاری نہیں کیا تھا۔ بلکہ تمام زندگی تقیہ میں بسر فرمائی۔

کیونکہ ان کا کوئی تابعدار تھا جیسا کہ حدیث قیامت سے واضح ہو چکا ہے۔ باقی امام  
 حسنؑ و حسینؑ نے امیر معاویہؓ کی بیعت کر کے تقیہ میں زندگی بسر کی گویا ساٹھ سال تک  
 جو زمانہ صحابہ کرامؓ کا تھا ان ائمہ سے دین کی کوئی بات صادر نہیں ہوئی۔ امیر معاویہؓ کی  
 وفات ۴۰ھ میں میں سال امام حسینؑ اور سات سال امام حسنؑ ان کے تابعدار رہے  
 پس کرن صحابہؓ میں وہی دین رسول اللہؐ تمام کا تمام ضائع ہو گیا۔ مگر کوئی دین و مذہب  
 تھا تو اہل سنت و الجماعت ہی کا تھا۔ نہ شیعہ کا۔

تقریباً ۱۰ سال کا خلاصہ یہ ہے کہ جس دین کو محمد رسول اللہؐ نے خدا سے لے کر صحابہؓ  
 تک پہنچایا تھا۔ وہ دین صحابہ کے مرتد ہو جانے کی وجہ سے شیعہ کے نزدیک ضائع ہو چکا۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر تین چار آدمی جو بقول شیعہ اس ارتداد سے جوہی کریم ﷺ کی وفات کے بعد طاری ہوا تھا جو بچے تھے وہ تقیہ باز ہونے کی وجہ سے کسی کے سامنے دین رسول ﷺ کو پیش نہ کر سکتے تھے۔ اگر بغرض محال اس پہلے ارتداد سے یہ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد طاری ہوا تھا۔ اور تمام دین کو اس سے خارج کر دیا تھا۔ دین کی کوئی چیز بچی بھی تھی تو اس کو شہادت امام حسینؑ نے فنا کر دیا تھا۔ کیونکہ شہادت امام حسینؑ کے بعد تمام لوگ کافر و مرتد سمجھے گئے اور جو تین آدمی اس ارتداد سے بچے تھے وہ بھی میدان قیامت نجات کے مستحق نہ ہوں گے کیونکہ بقول شیعہ نہایت اس کو ہوگی جو امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہو چکا تھا۔ پس ان دونوں ارتدادوں نے پورے دین کا خاتمہ کر دیا۔

اب اگر کوئی شیعہ مذہب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ دھوکا دہا ہے اور لوگوں کو فریب دیتا ہے۔

اب میں قرن دوم کو لیتا ہوں جو صحابہ کے بعد باقی ائمہ شیعہ کا زمانہ تھا۔ ائمہ کیا فرماتے ہیں؟ امام زین العابدینؑ نے بڑی پٹیل کی بیعت کر کے بڑی نفیثہ کی غلامی کا دعویٰ بھی کیا تھا کہ میں یہ غلام ہوں۔ (روضۃ الکافی اور جلاء العیون صفحہ ۵۸۸)

یہ امام مدینہ میں رہا۔ اور گوشہ نشین ہی رہا اور امام زین العابدینؑ امام باقرؑ امام جعفرؑ ان تینوں کی قبریں جنت البقیع میں ہیں۔ جلاء العیون صفحہ ۶۰۲۔

نوٹ :- مدینہ میں رہنے والی بات کو یاد رکھنا آگے چل کر کام آئے گی۔

امام زین العابدینؑ نے کبھی مذہب شیعہ کی تبلیغ نہ کی تھی۔ اس لیے ان سے مذہب شیعہ کی کتب میں بہت کم روایتیں ملتی ہیں۔ زیادہ تر مذہب شیعہ کی روایات

امام باقر اور امام جعفر سے ملتی ہیں۔ بلکہ تمام مذہب شیعہ کی سنگ بنیاد ان دو اماموں کی رہائشیں ہیں۔

اب امام باقر کا حال سنو۔ (اصول کافی صفحہ ۹۴ نوٹکشور)

ثورکان محمد بن علی اباجعفر وکانت الشيعة قبل ان يكون ابو جعفر وهو لا يعرفون مناسك حجهم وحلالهم وحرامهم حتى كان ابو جعفر يفتح لهم ويبين لهم مناسك حجهم وحلالهم وحرامهم حتى صار الناس يحتاجون اليهم من بعد ما كانوا يحتاجون الى الناس۔

پھر محمد بن علی اباجعفر اور شیعہ تھے کہ ان سے پہلے نہیں پہچانتے تھے احکام حج و حلال نہ حرام یہاں تک کہ امام باقر آیا پس اس نے شیعہ پر احکام حج و حرام و حلال کا دروازہ کھولا۔ یہاں تک کہ لوگ شیعہ کی طرف متوجہ ہونے لگے مسائل میں۔ اس کے بعد کہ پہلے شیعہ لوگوں کی طرف مسائل حرام و حلال مرجع وغیرہ میں متوجہ تھے۔

نوٹ:۔ اس نقطہ کو خوب یاد رکھنا کہ شیعہ لوگوں کی طرف مسائل دینی میں محتاج تھے ان کو کوئی علم حلال و حرام کا نہ تھا۔

دوم حلالہم و حرامہم میں ہم کی ضمیر میں شیعہ کی طرف راجع ہیں یعنی شیعہ مذہب میں جو حلال و حرام ہیں، ان کا علم امام باقر سے پہلے کسی کو نہ تھا۔ نہ کوئی شیعہ مذہب کا حلال و حرام اس وقت تک بنایا گیا تھا۔

سوم ہم ایہ شیعہ مذہب شیعہ مذہب کے حلال و حرام خدا اور رسول کے بنائے ہوئے نہیں۔ بلکہ امام باقر کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور خدا کے حرام کو جو حرام نہ کہے اور حلال کو حلال نہ کہے، اس سے قبال حلال ہے قال تعالیٰ۔



قاتلوا الذین لا یؤمنون بالله ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون  
ما حرم الله ورسوله۔

ان سے لڑو جو اللہ اور آخرت کو نہیں مانتے اور نہ اللہ اور رسول کی حرام شدہ  
چیزوں کو حرام مانتے ہیں۔

بلکہ جو شخص حرام و حلال خود بناتا ہے، اس کو قرآن نے مشرک فرمایا ہے  
مگر یہ تمام یا قرپر بہتان میں اور کذب ہیں۔ لیکن ہم کو ان باتوں سے اس  
رسالہ میں واسطہ نہیں ہے ہمیں تو یہ ثابت کرنا ہے کہ مذہب شیعہ امام باقر کے  
زمانہ تک کوئی نہ تھا۔ مذہب حرام حلال و احکام کو کہتے ہیں جب یہ چیزیں نہ تھیں  
تو مذہب کہاں تھا۔ اور یہی مضمون بعینہ رجال کشی کے صفحہ ۲۶ پر بھی موجود ہے  
اس سے بڑھ کر علامہ دلدار علی مجتہد اعظم شیعہ نے اپنی کتاب اساس الاصول کے  
صفحہ ۱۲ پر کمال کر دیا ہے۔ اس کی پوری عبارت میں نقل کرتا ہوں۔ نتائج آپ  
خود اذکر لیں۔

لا نسلم انهم كانوا مكلفين بتحصیل القطع والیقین کا  
یظہر من سجدۃ اصحاب الاثمة بل كانوا عامورین باخذ الاحکام من  
الثقة وغیرہمراضاع قرینۃ تفید الظن کما عرفت مراراً بانہی مختلفۃ  
کیف ولولعیکن الامر کذا لزم ان یکون اصحاب الی جمعوا البصادق  
لذین اخذیونس کتبہم وسمع احادیثہم مثلاً لا الحکیم مستوجیب النار و  
مکذا حال جمیع اصحاب الاثمة بانہم كانوا مختلفین فی کثیر من المسائل  
الجزئیۃ الفرعیۃ کما یظہر ایضاً من کتاب العدة وغیرہ وقد عرفتمہ

ولم یکن احد منهم قاطعا لها یرویه الاخر فی مستمسکہ کما یظهر ایضا  
 کتاب البدۃ وغیره ولنذکر فی هذا المقام روایۃ رواها محمد بن  
 یعقوب الکلبینی فی الحکای قانہا مفیدۃ لما نحن نقصدہ ونرجو ان اللہ  
 یطمئن بہا قلوب المؤمنین یحصل لہم الجزم بحقیقۃ ما ذکرنا  
 فتقول قال ثقة الاسلام فی الکافی علی ابن ابراہیم عن الشریع بن الریمع  
 قال لبریکن بن ابی عمیر یدل بہشام بن الحکم شیئا ولا ینیب ایمانہ  
 ثم انقطع عنہ وخالفہ وكان بسبب ذلك ان ایا ما لک الحضرمی کان  
 احد رجال ہشام وقع بینہ وبين ابن ابی عمیر ملامۃ فی شی من الإمامۃ  
 قال ابن عمیر لدنیا کلہا للإمام من جمة الملك وانه اولی بها من الذین  
 ہی فی ایدیہم وقال ابو مالک كذلك املاک الناس لہم الاملاکم  
 اللہ بہ للإمام کالشی والجنس والمغفر فذلک لہ وذلک ایضا قد بین اللہ  
 للإمام ان یضہہ وکیف یصنع بہ فتراضیا بہشام بن الحکم وما را  
 الیہ فحکم ہشام لابن عمیر فغضب بن ابی عمیر وہجر ہشام بعد ذلک  
 فانظر وایا اولی الالیاب واعتبر وایا اولی الایصار فان ہذہ الاشخاص  
 الثلاثۃ کلہم کانوا من ثقاة اصحابنا وكانوا من  
 اصحاب الصادق والکاظم والرضاء علیہم السلام کیف وقع النزاع  
 بینہم حتی وقعت المہاجرة فیما بینہم مع کونہم متمسکین من  
 تحصیل العلم والیعتین من جناب الائمة -

ہم نہیں ملتے کہ اصحاب ائمہ پر لازم تھا کہ تعین ماسل کریں چنانچہ اصحاب ائمہ

لی روش سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے بلکہ اصحاب ائمہ کو مکمل تھا کہ احکام دین مبراہ و غیر مبراہ کے لوگوں سے حاصل کر لیا کریں بشرطیکہ کوئی قرینہ منہ عن موجد ہو۔ جیسا کہ بارہ ائمہ کو مختلف طریقوں سے معلوم ہو چکا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو لازم آئے گا کہ امام باقر اور امام صادق کے جن کی کتابوں کو یونس نے لیا اور ان کی حدیثوں کو سنا چاک ہونے والے اور متقی و ورع ہو جائیں اور یہی حال ائمہ اصحاب ائمہ کا ہوگا۔ کیونکہ وہ بہت سے مسائل جزیرہ فہرہ میں باہم مختلف تھے چنانچہ کتاب العدة وغیرہ سے ظاہر ہے اور ہم اس کو معلوم کر چکے ہیں اور ان میں سے کوئی شخص اپنے مخالفت کی روایت کی تکذیب نہ کرتا تھا جیسا کہ کتاب العدة وغیرہ سے ظاہر ہے اور ہم اس تمام پر ایک روایت ذکر کرتے ہیں جس کو محمد بن یعقوب کلینی نے کافی میں ذکر کیا ہے وہ روایت ہمارے مقصود کے لیے منید ہے اور ہم دل سے امید کرتے ہیں کہ اس روایت سے ایمان والوں کے دلوں کو اطمینان حاصل ہوگا اور جو کچھ میں نے بیان کیا اس کے حق ہو جانے کا یقین ان کو ہو جائے گا۔ لہذا میں کہتا ہوں کہ ثقہ الاسلام نے کافی میں بیان کیا ہے کہ علی بن ابراہیم نے شریح بن ربیع سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن ابی عمیر ہشام بن مکرم کی بہت عزت کرتے تھے ان کے بارہ کسی کو نہ سمجھتے تھے اور بلا تاخر ان کے پاس جاتا تھا پھر اس سے قطع تعلق کر لیا اور اس کے مخالفت ہو گیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ابومالک حضرمی جو ہشام کے راویوں میں سے تھے ایک آدمی تھا اس کے اور ابن ابی عمیر کے درمیان میں مثلہ امت کے متعلق گفتگو ہو گئی ابن ابی عمیر کہتے ہیں کہ دنیا سب کی سب امام کی ملک ہے اور امام کو تمام چیزوں میں تصرف کرنے کا حق ہے ان لوگوں سے زیادہ جن کے قبضے میں وہ چیزیں ہیں ابومالک کہتا تھا لوگوں کی ملوک چیزیں ان ہی کی ہیں امام کو صرف اس قدر ملے گا جو اللہ نے مقرر کیا ہے جیسا مال فی اور خمس اور غنیمت اور اس کے متعلق بھی اللہ نے بتا دیا ہے کہ امام کہاں کہاں خرچ کرے۔ آخر ان دونوں نے ہشام

بن حکم کو اپنا صحیح بنایا اور بدقول اس کے پاس گئے ہشام نے اپنے شاگرد ابونا ناک کے موافق اور ابن عمر کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ اس پر ابن عمر کو غصہ آیا اس نے ہشام سے قطع تعلق کر دیا۔ یعنی مکالمہ مکمل تک بند کر دیا۔ پس اسے صاحبان بصیرت عبرت حاصل کرو یہ تینوں اشخاص ہمارے قریب اصحاب ہیں سے ہیں اور امام صادق اور امام کاظم و امام رضا کے اصحاب میں سے ہیں ان میں باہم کس طرح جھگڑا ہوا یہاں تک کہ ہم قطع تعلق ہو گیا باوجودیکہ ان کو وحدت حاصل تھی کہ جناب ائمہ سے اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرنا کہ علم و یقین حاصل کر لیتے۔

اسی اساس الاصول کے صفحہ ۱۵ پر علامہ دلدار علی نے اختلافات کا اقرار کیا۔  
وامتیاز المناشی بعضها عن بعض فی باب کلی حدیثین مختلفین بحیث  
یحصل العلم والیقین بتعین النشاء عسیر جدا وفوق الطاقۃ کما  
لا یخفی۔

ہر وہ مختلف حدیثوں میں امتیاز کرنا کہ یہاں اختلاف کا سبب کیا ہے۔ اس طور پر کہ  
اس سبب کا علم و یقین ہو جائے ساتھ مقرر کرنے سبب اختلاف کے بہت دشوار اور انسانی  
طاقت سے باہر ہے جیسا کہ یہ بات پرشیدہ نہیں۔

شیخ مرتضیٰ نے فرائد الاصول مطبوعہ ایران کے صفحہ ۹۶ پر علامہ دلدار علی سے بھی  
چھو کر قدم مارا ہے۔

ثم ان ما ذکره من تمکن اصحاب الاثمة من اخذ الاصول  
والفروع بطریق الیقین دعویٰ ممنوعة واضح المنع ولا تل ما  
یشهد علیها ما علم بالیقین والاثر من اختلاف اصحابہم صلوات اللہ  
علیہم فی الاصول والفروع ولذا شکی غیر واحد من الاحادیث الماثورة عن

لائمة مختلفة جدا الايجكاد يوجد حديث الا في المقابلة حديث  
 بنا فيه ولا يتفق خبر الا ويا زعم ما يضاده حتى صار ذلك سببا في رجوع  
 بعض الناقصين عن اعتقاد الحق كما صرح به شيخ الطائفة في اوائل  
 التمهيد والامتنع من مناقشة هذا الاختلافات كثيرة جدا من  
 لتقية والوضع واستنتاج السامع والنسخ والتخصيص والتفسييد  
 وغير هذا المذكورات عن الامور الحكيمة كما الواقع التصريح  
 على اكثرها الاختيار الماثورة عنهم اصحاب الائمة اليهم اختلاف  
 اصحابه ما احبوا به من بانهم قد القوا الاختلاف حقا لما تهم  
 كما في رواية حريز وزارة واني ايوب الجزاري ابا بوهو  
 بان ذلك من جهة الكذابين كما في رواية الفيض بن المخارقال  
 قلت لابي عبد الله جعلني الله فداك ما هذا الاختلاف الذي بين  
 شيعتهم قال فاي اختلاف يا فيض فقلت له اني اجلس في حلقهم اكون في  
 واحكاد اشك في اختلافهم في حديثهم حتى ارجع الى الفضل بن عمر  
 فيروفتني من ذلك على ما تسرع به نفسي فقال عليه السلام اجل  
 كما انك ذكرت يا فيض ان الناس قد اربوا بالكذب علينا كان الله  
 افترض عليهم ولا يريد منهم غيره اني احديث احد هو حديث  
 فلا يخرج من عندي حتى يسأله على غير ما رواه وذلك لانهم  
 لا يطلبون بحديثنا ويحبنا ما عند الله تعالى وكل يحب ان  
 يدعي واما قريب منها رواية داؤد بن سرحان واستثناء القميين

کثیرا من رجال نوادر الحکمة معروف وقصة ابن ابی السرحاء انه قال عند قتله قد درست في كتبكم اربعة الاف حديث مذكورة في الرجال وكذلك اذ كر يونس بن عبد الرحمن من انه اخذ احاديث كثيرة من اصحاب الصادقين ثم عرضها على ابی الحسن الرضا عليه السلام فانكر منها احاديث كثيرة الى غير ذلك معايشهد بخلاف ما ذكره۔

پھر یہ اس شخص نے ذکر کیا ہے کہ اصحاب ائمہ اصول وفروع دین کو یقین کے ساتھ حاصل کرنے پر قادر تھے یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جو تسلیم کرنے کے لائق نہیں بلکہ اس کی شہادت وہ ہے جو آنکھ سے دیکھی ہوئی اور اثر سے معلوم ہوئی کہ ائمہ صلوات اللہ علیہم کے اصحاب اصول وفروع میں اہم مختلف تھے اور اسی سبب سے بہت لوگوں نے جو پیش کرنا مولوں سے منقول ہیں ان میں بہت سخت اختلاف ہے۔ ایسی کوئی حدیث نہیں ملتی جس کے مقابل میں اس کی مخالف حدیث موجود نہ ہو یہاں تک کہ یہ اختلاف بعض کمزور خیال لوگوں کے لیے مذہب شیعہ ترک کرانے کا سبب بنا جیسا کہ شیخ الطائفہ نے تہذیب واستبصار کے اول میں بیان کیا اس اختلاف کے اسباب بہت ہیں مثلاً فقہ کرنا ائمہ کا، اور موضوع حدیث کا بنایا جانا اور سننے والوں سے نقلی ہوجانا نہ سمجھنا اور موضوع ہوجانا اور مخصوص ہونا اور ان کے علاوہ بھی بہت سے امور ہیں۔ چنانچہ ان میں سے اکثر کی تصریح احادیث ائمہ میں موجود ہے اور ائمہ سے شکایت کی کہ آپ کے صحابہ میں اختلاف بہت ہے تو ائمہ نے جواب دیا کہ یہ اختلاف ہم نے خود تم میں ڈالا ہے ان کی جان بچانے کے لیے جیسا کہ حریر اور زرارہ اور ایوب جزار کی روایتوں میں ہے اور کبھی یہ جواب دیا کہ یہ اختلاف بھوٹ لوٹنے والوں کے

سبب سے پیدا ہو گیا ہے جیسا کہ فیض بن محمد کی روایت میں ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق سے کہا کہ اللہ مجھے آپ پر خدا کر دے۔ یہ کیسا اختلاف ہے جو آپ کے شیعوں کے آپس میں ہے؟ امام نے فرمایا کہ اے فیض، کوئی اختلاف؟ میں نے عرض کی کہ میں کوفہ میں ان کے مقلدوں میں بیٹھا ہوں تو ان کی اہادیث میں اختلاف کی وجہ سے غریب ہوتا ہے کہ میں شک میں چڑھاؤں یہاں تک میں فضل بن عمرو کی طرف رجوع کرتا ہوں تو وہ مجھے ایسی باتیں بتلا دیتے ہیں جس سے میرے دل کو تسکین ہوتی ہے امام نے فرمایا کہ اے فیض یہ بات سچی ہے۔ لوگوں نے ہم پر افتراء برداری کی ہے جھوٹ بہت کی گواہی دے ان پر جھوٹ بولنا فرض کر دیا ہے۔ دوران سے سوا جھوٹ بولنے کے اور کچھ پاتا ہی نہیں میں ان میں سے ایک سے کوئی حدیث بیان کرتا ہوں تو وہ میرے پاس سے اٹھ کر جانے سے پہلے ہی اس کے مطلب میں تحریف شروع کر دیتا ہے۔ یہ لوگ ہماری حدیث اور ہماری محبت سے آخرت کی نعمت نہیں چاہتے بلکہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ سردار بن جائے۔ اور اسی کے قریب واقعہ دین سرعان کی روایت ہے اور اہل قم کا قوادرا حکمت نے بہت سے راویوں کو مستثنیٰ کر دینا مشہور ہے اور ابن ابی حریجہ کا قصہ کتب رجال میں لکھا ہے کہ اس نے اپنے قتل کے وقت کہا کہ میں نے تہذیبی کتابوں میں چار ہزار حدیثیں بنا کر جمع کی ہیں اسی طرح وہ واقعہ جو یونس بن عبد الرحمن نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بہت سی حدیثیں ائمہ کے اصحاب سے حاصل کیں پھر ان کو امام رضا علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے ان میں سے بہت سی حدیثیں ہیں جن کا امام نے انکار کیا ان کے علاوہ اور بہت سے واقعات ہیں جو اس شخص کے دعویٰ کے خلاف شہادت دیتے ہیں۔

فائدہ :- ان تینوں عبارتوں کے چند قابل قدر فوائد نمبر وار حسب ذیل ہیں۔  
 نمبر اول :- شاگردان ائمہ باوجودیکہ قدرت رکھتے تھے۔ اور پھر وہ تصنیفی علم اور

اصول و فروع دین یقیناً حاصل کرنا ان پر فرض نہ تھا یہ مذہب شیعہ کے عجائبات سے ہے علاوہ۔ فرماتے ہیں کہ لانسلو انھوں نے کہا تھا مکلفین کو وہ مکلف ہی نہ تھے سبحان اللہ! یہ ماقبل و بانع انسان خواہ نبی ہی کیوں نہ ہو یقین کے حصول کا مکلف ہے، مگر ائمہ کے شاگرد مکلف نہ تھے۔

کیوں صائب! فرشتہ تو نہ تھے؟ شیعہ راویوں نے جب دیکھا کہ احادیث ائمہ میں اس قدر اختلاف ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس اختلاف کو اٹھا نہیں سکتی۔ اگر یہ حدیثیں ائمہ سے وہی ہوتیں اس قدر شدید اختلاف کیونکر ہوتا؟ تو ان چلتے پڑتے نے فوری یہ جواب گھڑا کہ وہ علم و یقین و احکام دین کو صرف ائمہ سے حاصل کرنے میں مکلف ہی نہ تھے ہر فاسق فاجر ثلثہ غیر ثلثہ سے دین حاصل کر لیتے تھے اسی طرح ہول کافی کی روایت میں کہ امام باقر سے پہلے شیعہ غیر لوگوں سے دین کے احکام حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح فرامد الاصول میں بھی کیا خوب فرمایا کہ بطریق یقین اصول و فروع دین کا حاصل کرنا ایک دعویٰ ہے جو قابل تسلیم ہی نہیں اگر بطریق یقین حاصل کرتے تو شدید اختلاف نہ ہوتا من هذا الاصول و فروع بطریق الیقین دعویٰ ممنوعۃ واضح المنع میں عرض کرتا ہوں کہ جب خود ائمہ معصوم موجود تھے تو پھر وہ ائمہ غیرے اور ہر فاسق فاجر اور دشمن وغیرہ سے احکام دین حاصل کرنے میں کیونکر مہاز تھے؟ بتائیے انبی کریم ﷺ کے زمانے میں کبھی کسی صحابی نے رسول کو چھوڑ کر کسی تنہا خیرا سے دین کے اصول حاصل کیے تھے؟ وہ بھی فاسق فاجر سے۔

ثانیہ :- پھر شیعہ کیوں کہتے ہیں کہ مذہب شیعہ ساما کا ساما ائمہ سے منقول ہے؟ یہ غلط فاحش ہے بلکہ ہر فاسق فاجر مذہب شیعہ کا بانی ہے اور وہی امام ہوا۔ امام باقر



سے پہلے جب حلال و حرام مذہب شیعہ کا موجود ہی نہ تھا تو امام باقر نے ان احکام کو کہاں سے حاصل کیا ؟ اگر خود بیان کئے تو فرمایئے کہ خاتم النبیین امام باقرؑ جو اللہ کے پیغمبروں کے بعد آیا اور اسی اساس کی صفحہ افلاکی عبارت میں یہ مان لیا، کہ ائمہ اللہ و رسول کے احکام میں سے جس کو چاہتے تھے منسوخ کر دیتے تھے تو یہ حقیقتہً مختم نبوت کا انکار ہے بلکہ ائمہ ہی صاحب شریعت و رسول ہوئے۔

اجی صاحب ! کہو کہ ائمہ رسول سے افضل صاحب وحی تھے۔ علامہ دلدار علی فرماتے ہیں: کہ اگر شاگردان ائمہ کو اصول دین فرودین کے حصول میں مکلف قرار دیں تو تمام شاگردان ائمہ جہنمی و دوزخی و ناری ہو جائیں، کیا عجیب بات ہے کہ اصحاب ائمہ تو خواہ کیا ہی کر دیں ان کا دوزخی ہونا امر محال ہے، خواہ کسی قدر آپس میں لڑیں۔ مگر اصحاب رسول ﷺ میں کوئی ایسا امر پیش آجائے تو کافر ہو جائیں۔

یا للعجب۔

اصحاب ائمہ لڑیں اور ترک سلام و کلام تک فہریت آجائے تو بھی شیعہ دونوں کو پیشوائے دین تسلیم کریں مگر اصحاب رسول سے معاذ اللہ ایک ہی مسلمان ہے۔

ہاں جی ! شاگردان و اصحاب ائمہ نے دین ائمہ میں اتنا شدید اختلاف جس کی وجہ سے سلام و کلام ترک کر دی جاتے۔ بلکہ فتویٰ لگایا جائے کہ یزیدؑ سے شق سے لگتا کیا گیا کہ صرف ائمہ سے حاصل نہ کرتے تھے بلکہ غیروں سے بھی حاصل کرتے تھے۔ اگر صرف ائمہ سے تسلیم کریں تو پھر اس اختلاف کی وجہ سے وہ جہنمی بنتے ہیں۔ بہر حال ائمہ سے احکام لیں تو وہ دوزخی ہو جاتے ہیں ؟

اب شق دوم کہ غیروں سے بھی حاصل کرتے تھے تو اس صورت میں بھی مذہب شیعہ

انہ سے نہ آیا۔ نہ ہی مذہبِ شیعیہ اللہ کا دین تھا۔ نہ حق ہوا بلکہ باطل تھا۔ نیز اس صورت میں بھی اصحاب اللہ جنہی ہو جائیں گے جیسا اللہ سے حاصل کرنے میں جنہی بنتے ہیں۔ اول تو یہ محصل ہے کہ غیروں سے دین حاصل کریں چونکہ شیعہ کا مذہب ہے کہ اصحاب کرامؑ نے علم دین بقدر ستر نفاق رسول ﷺ سے حاصل کیا تھا جیسا کہ فصل الخطاب کے صفحہ ۹۹ پر ہے۔

واخذوا من رسول الله بقدر ما يحفظون به ظاهرهم ويستر  
به نفاقهم۔

صحابہ نے رسول سے علم اس قدر حاصل کیا جس سے ان کے ظاہر کی حفاظت ہو سکے اور اپنے نفاق کو پوشیدہ رکھ سکیں۔

خاندہ :- جب صحابہؓ کے پاس علم شریعت موجود ہی نہ تھا تو غیروں نے صحابہؓ سے کیا کیا تھا۔ جب اساذ کے پاس نہ تھا تو شاگردوں کو کب تھا کہ شیعہ غیروں سے حاصل کرتے تھے۔  
**دوم:** شیعہ مذہب کا مونا اصول ہے کہ غیر شیعہ عین کی تعلیم حاصل کرنی قطعاً حرام و کفر ہے جیسا کہ کافی کتاب الروضہ اور فصل الخطاب صفحہ ۲۲ مطبوعہ ایران اور رجال کی صفحہ ۲۱ میں ہے کہ علی بن سید نسانی کو امام موسیٰ کاظم نے جواب دیا تھا، اور امام جلیل میں تھا۔

واما ما ذكر يا علي ممن اتخذ معا لرديتك لاتاخذن معا لرديتك  
عن غير شيعتنا فانك فان تعديتهم اخذت ديتك من الخائنين الدين خافوا  
مانتهم فمروا وتمنوا على كتاب الله جل وعلى فحرفوه وبدلوه فليعلم  
لعنة رسول الله ولعنة ملثمة ولعنة ابائ الكرام السيرة ولعنتي ولعنة  
جميعي الى يوم القيمة۔

مے علی! جو تم نے دین کی تعلیم کے متعلق دریافت کیا کہ کس سے حاصل کروں؟ ہرگز ہرگز  
سوائے شیعہ کے دین کسی سے حاصل نہ کریں۔ پس اگر تم نے تعدی کو کے غیر شیعہ سے دین حاصل کیا  
تو پھر تم نے دین کو خائن سے حاصل کیا جنہوں نے اٹھ اور رسول ﷺ کی خیانت کی ہے ان کو  
کتاب اللہ پر امانتی بنایا گیا تھا۔ انہوں نے قرآن میں تحریف کر دی قرآن بدل ڈالا ان پر خدا  
نور رسول کی ملائکہ کی میرے آباء و اجداد کی میری اور میرے شیعوں کی لعنت ہو قیامت  
نہیں۔

فہم ایسے! ملعون کا شاگرد خاص ملعون کے دین پر چلنے والا اور اس سے دین کی  
علم حاصل کرنے والا ملعون ہوا یا کون۔

باقی دین بتائیے کہ ان غیروں سے چلا جو ملعون تھے؟ پس شیعہ کے اس قول کے  
طابق شیعہ نے خود اپنے آپ پر ملعون ہونے کا فتویٰ دے دیا چونکہ شیعہ نے ملعون سے  
دین حاصل کیا، لہذا وہ شیعہ بھی ملعون اور وہ دین بھی ملعون ہوا کیا اب بھی یہ شبہ باقی ہے کہ یہ  
مذہب شیعہ ائمہ سے چلا؟ فتوہ باللہ منہ۔

اے پیچھے شیعہ! کیا مصیبت نبی؟ اگر ائمہ سے دین حاصل کرنے کا دعویٰ  
میں تو دوزخی اور اگر غیر سے حاصل کرنے کا دعویٰ کریں تو خود زیر بار لعنت اور مذہب  
خود ملعون۔

اساس الاصول صفحہ ۵۵ والی حدیث پر بھی غور کرنا، کر شافعی، مالکی، حنبلی اور حنفی  
اختلاف ہے اور جس کی بنا پر کفر کے فتوے جڑ جاتے ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ ہم اہل  
بیت کے تابع اور ان کے مذہب پر ہیں اور سنی ائمہ کے مذہب پر ہیں لیکن شیعہ  
یاد رکھیں! کہ ہمارا امام صرف اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہے جو امام الرسل ہے

باقی سب کچھ ہیں۔ امام صرف رسول اکرم ﷺ ہے یہ استاد ہیں باقی بڑے عالم ہیں ہر عالم کے شاگرد اس کے تابع ہیں ان کا رتبہ ایسا ہے جیسا شیعہ آج اپنے مجتہدوں کو دیتے ہیں۔ ہم ان ائمہ کو ملت و حرمت کا اختیار نہیں دیتے جیسے شیعہ ائمہ کو رسول اکرم ﷺ کی امت سے بھی انکے لئے جاتے ہیں۔

اساس الاصول کے غرض افادہ والی عبارت نے واضح کر دیا کہ ائمہ کی احادیث سے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ جانا طاقت انسانی سے باہر ہے یعنی کسی مسئلہ پر جو ائمہ سے نقل ہو کر کتب شیعہ میں موجود ہے، عمل کرنا اس مسئلہ کو ترجیح دے کر انسانی قوت سے باہر ہے اسی وجہ سے غیر مکلف ہونے کا دعویٰ کیا۔ لہذا شیعہ کا نماز روزہ، حرام حلال وغیرہ قطعاً بیکار ثابت ہوئے واللہ اعلم اماموں سے کوئی حدیث منقول ہے۔ اور غیروں سے کوئی؟ اور اس کی تمیز چونکہ از حد مشکل ہے لہذا ان پر عمل بھی مشکل ہے۔

اور ابی العو جبار کا قصہ مشہور ہے کہ وقت قتل اس نے اقرار کر لیا کہ چار ہزار جھوٹی روایتیں میں نے کتب شیعہ میں ملاتی ہیں اور توضیح المقال جو شیعہ کی مشہور کتاب ہے اس کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ ان حدیثوں کو کتب شیعہ احادیث سے نہیں نکالا گیا۔ باقی عبارت میں یونس، ہشام علی بن عمیر اور ابی مالک جن کے فساد پر علامہ کو حیرانی ہوئی کہ یہ تین اماموں کے شاگرد تھے ان کا ہی حال سن لو کہ اماموں کے شاگرد کس قدر نیک و صحیح عقیدہ والے تھے۔ اور ائمہ کی نگاہ میں ان کی کیا قدر تھی، ان کا شاگرد ہونا اور پھر تین ائمہ کا، علامہ دلدار علی کو مسلم ہے۔

سب سے پہلے یونس صاحب کا حال سنو! جن کے متعلق علامہ دلدار علی کا فرمان ہے کہ امام باقر و جعفر کے شاگردوں کی کتابوں اور حدیثوں کو اس نے سمجھا تھا۔ اس کے

تعلق رجال کشی کے صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے۔

کان یونس بروی الاحادیث من غیر سماع۔

یونس ائمہ کی حدیثیں بغیر سماع کے بیان کرتا تھا یعنی خود گھڑ کر اماموں کے ذمہ لگاتا ہے۔  
اور رجال کشی کے صفحہ ۳۰ پر ہے۔

عن عبد الله بن محمد بن الحجال قال كنت عند الرضا ومعه كتاب  
يقراء في باب به حتى ضرب به الارض فقال كتاب ولد الزنا فحان  
كتاب يونس۔

عبد اللہ بن محمد الحجال کہتا ہے کہ میں موسیٰ رضا کے پاس تھا اور امام کے پاس کتاب تھی  
میں کو پڑھ رہا تھا زیناں تک کہ زمین پر ماری اور فرمایا کہ حرامی کی کتاب ہے اور وہ یونس کی تھی۔  
اسی رجال کشی کے صفحہ ۳۰ پر ہے۔

ثم ضرب به الارض فقال هذا كتاب ابن زان لزانیه هذا  
كتاب زنديق لغيره۔

پھر امام نے کتاب کو زمین پر مارا پس فرمایا کہ یہ کتاب حرامی کی جو واسطے حرامی کے ہے  
یہ کتاب زندقہ کی ہے جو غیر دُشمن پر پیدا ہوا۔

کتاب کا زمین پر مارنا تو امام کا حق تھا کہ اس میں بغیر سماع امام کے حدیثیں  
لکھیں تھیں جو امام پر بہتان اور جھوٹ لکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی حرامی بھی ثابت ہو گیا  
اور حرامی کی شرعاً شیعہ کے نزدیک کوئی حدیث مقبول ہی نہیں اسی واسطے اس کی کتاب  
زمین پر ماری۔ اب یونس کا مزید حال حسب ذیل ہے۔

رجال کشی صفحہ ۳۰ پر ہے۔

عن ابن مسنان قال قلت لابي الحسن ان يونس يقول الجنة والثار ليع  
يخلقنا فقال له لعنة الله وابن جنه ادم۔

ابن مسنان کہتا ہے کہ میں نے امام رضا سے عرض کیا کہ یونس کہتا ہے کہ جنت دوزخ  
ابھی پیدا نہیں ہوئے امام نے جواب دیا اس کو کہا اس پر خدا کی لعنت ہو آدم کی جنت کہاں ہے  
اسی رجال کشی کے صفحہ ۳۰۶ پر ہے کہ محمد ابن ابادیر کو امام رضا نے یہ جواب دیا۔  
كتب الى الحسن في يونس فكتب فلعنه الله ولعن اصحابه  
ہام نے جواب دیا کہ یونس بھی ملعون اور اس کے شاگرد بھی ملعون۔

**کیوں!** علامہ ولید ارعلی صاحب یہی یونس ہے جو تمام شاگردان امام باقر و جعفر  
کی کتابوں کا وارث ہوا تھا جس کو دوزخ سے بچاتے ہو؟ یہ تھاتین چار اماموں کا  
کا شاگرد اس پر ائمہ کرام کا جو انعام ہوا وہ سن لیا۔  
باقی اب ہشام کا حال حسب ذیل ہے۔

اصول کافی صفحہ ۵۶ نوٹ کشور، امام رضا کے پاس عقیدہ ہشام بن سالم و ہشام  
بن حکم و مومن الطاق و شعی کا بیان ہوا محمد بن الحسین ان کا عقیدہ یہ تھا۔

ان هشام بن سالم و صاحب الطاق المیشی يقولون انه لجوف  
الى السرة والباقي صمد

یہ تحقیق ہشام بن سالم و مومن طاق اور شعی کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ نائیک مالک ہے  
باقی شخص مضبوط ہے۔

اسی روایت میں ان مذکورہ حضرات کا عقیدہ یہ بھی لکھا ہے۔  
ن محمد ارای ربہ فی ہیۃ الشاب الموق فی سن ابناء ثلثین سنہ۔

خدا کی عترت میں سال جوان کی تھی کہ رسول نے اس کو دیکھا۔

فائدہ :- کیا ہی شام تھا جس کو علامہ دلداری علیٰ جہنم سے بچانا چاہتے تھے؟ جو خدا کی  
ترجید میں فاسد عقائد لکھتا تھا؟ وہی خدا کا قائل تھا؟ یہ کافر ہے یا بنی؟

پس میں اب جرج کو ہشام پر ختم کرتا ہوں، کیونکہ ہشام ابی مالک کا استاد تھا اور  
ابن ابی عمیر خود ہشام کو بڑا عالم جانتا تھا لہذا اس بڑے پر ہی ختم کریں۔

پہلے میں نے لکھا تھا کہ ان کے علماء میں بڑا اختلاف ہوتا ہے اب میں اس وعدہ  
کو پورا کرتا ہوں اس رجال کشی کے صفحہ ۱۳۱ پر ہے کہ جعفر بن عیسیٰ نے امام رضا سے  
شکایت کی۔

قال له جعفر بن عیسیٰ اشکوا الى الله اليك مانحن فيه من  
اصحابنا فقال وما انتعرفيه منهم فقال جعفر هو والله يزيد قوتا  
ويكفرونا ويبرون منا فقال عليه السلام هكذا كان اصحاب  
علي بن الحسين ومحمد بن علي واصحاب جعفر وموسى عليه السلام  
ولقد كان اصحاب زياره يكفرون غيرهم كذلك غيرهم  
كانوا يكفرونهم فقلت له يا سيدى لستم بذكر على هذه  
الاشخاين يونس وهشام وهما حاضران وهما ديانا وعلما ناء

امام رضا کو جعفر بن موسیٰ نے کہا کہ میں خدا اور آپ کی طرف شکایت کرتا ہوں اس تکلیف  
کی جس میں ہم اپنے شیخ کو وجہ سے ہیں پس امام نے فرمایا کہ وہ کوئی تکلیف ہے جس میں تم ہو پس  
جعفر نے کہا، قسم خدا ہم کو وہ زمرہ قی و کافر کہتے ہیں اور تبرا کرتے ہیں۔ پس امام نے فرمایا کہ یہی حال  
اما رین العابدین کے شاگردوں کا اور یاقوت جعفر صادق اور موسیٰ کاظم کے اصحاب کا، اور شاگردان

نذرہ بقایا اصحاب ائمہ کے شاگردوں کو کافر کہتے ہیں اور باقی ائمہ کے شاگرد نذرہ کے شاگردوں کو کافر کہتے تھے پس میں نے عرض کی کہ اسے میرے سردار! ہم مد مانگتے ہیں آپ کے ساتھ دو بزرگوں سے کہ یونس اور ہشام ہیں ان دونوں نے ہم کو ادب و علم سکھایا۔

خاندہ: یہ غالباً مطلع صاف ہو گیا ہوگا اور مذہب شیعوں پر جو اخبار تھا وہ اڑ گیا ہوگا۔ اب تبادلہ قدر تھے حسب ذیل ہیں۔

اول:- معلم دین دہی یونس حرامی و ہشام جو خاص توحید باری کا منکر تھا ثابت ہوئے۔ جو خود ملعون ان کے شاگرد بھی ملعون اور ان کی تعلیم بھی سوائے لعنت کے اور کیا ہوگی۔

ثانیاً:- پہلے امام کی پوری تعلیم دوسرے امام کے زمانہ میں بوجہ فتویٰ کفر کے تمام ضائع ہو گئی۔

ثالثاً:- ہر امام کی تعلیم دوسرے امام کی تعلیم کے مخالفت و تضاد ہوتی تھی ورنہ بدولے کفر کا فتویٰ نہ دیتے۔ لہذا بعد والوں کے نزدیک امام سابق کی وہ تعلیم یقینی کفر سمجھتی جاتی تھی بغیر کفری تعلیم کے فتویٰ کفر محال ہے۔

رابعاً:- ہر امام کے شاگرد سابقہ امام کی اقتدار و تابعداری کو واجب نہ مانتے تھے ورنہ امام کی تعلیم پر کفر کا فتویٰ نہ دیتے۔ امام کی اقتدار کیا چیز ہے حدیث امام جیسا رسول کی اتباع کیا چیز ہے۔ ایمان بالحدیث و تعلیم رسول سبحانے ایمان لانے کے جن لوگوں نے امام سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ عقائد حاصل کئے ان احادیث و عقائد پر فتویٰ کفر چڑا گیا۔

خاصاً:- یہ فتویٰ دو وجہ سے خالی نہ ہوگا۔ اول یہ کہ ان عقائد و اعمال کی تعلیم خود امام



نے دی تھی یا خود ساختہ عقائد و اعمال تھے ؟ اگر پہلی بات ہے تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کفریہ عقائد و اعمال کی ایجاد امام نے فرمائی تو پھر بادی کس طرح ہوئے ؟ اور ان کو امام کس طرح کہا جاتے ؟ دوم اگر دوسری بات ہے تو یہ لوگ ائمہ مطہرین کے شاگرد نہ تھے نہ ہی ان کو امام مانتے ہیں بلکہ ان کا امام و استاد اپنا انص۔ شیطان تھا۔

انصاف سے فرمائیے ! کیا انہی لوگوں سے شیعہ مذہب چل کر آج دنیا میں پھیلا جس کو مذہب ائمہ عظام کہا جاتا ہے ؟ ہرگز نہیں ! یہ سبائی کیٹی کے ممبروں کے تمام بہتان ہیں یہ مذہب نہ ائمہ کا تھا نہ یہ لوگ ائمہ کے شاگرد تھے اور نہ ائمہ نے مذہب شیعہ کی تعلیم دی۔

سادساً :- محدثین شیعہ نے تمام ائمہ کے شاگردوں کی احادیث اپنی اپنی کتابوں میں جمع کر دی ہیں۔ بغضب یہ کہ مقتدین شیعہ نے جن ائمہ کے شاگردوں پر کفر کا فتویٰ دیا تھا علماء شیعہ خلف کا فرض تھا کہ ان کی حدیثیں ہرگز اپنی کتابوں میں داخل نہ کرتے۔ فتویٰ کفر سے اگر بچے ہیں تو امام تقی و نقی و امام حسن عسکری کے شاگرد بچے صرف ان کی حدیثیں نقل کرتے بھلا جن پر مقتدین شیعہ نے کفر کا فتویٰ دیا، ان کی حدیث کب قابل عمل ہے ؟ جس پر آج شیعہ عمل کر رہے ہیں علماء شیعہ نے یہ بھی اقرار کیا ہے کہ جب دو ائمہ کی احادیث میں اختلاف پڑ جائے، تو پچھلے امام کی حدیث معتبر ہوگی اصول کافی صفحہ ۳۲ معطلی بن قیس نے امام جعفر سے پوچھا، کہ جب پہلے اور پچھلے امام میں اختلاف ہو جائے تو کیا کریں۔

قلت لانی عبد اللہ اذا جاء حدیث عن اولک و حدیث عن  
 اخر کعبا یتھما ناخذ فقال فخذوا به حتی یبلغنکم عن الحیی فان  
 مبلغکم عن الحیی فخذوا به ۔

معنی کہتا ہے کہ میں نے امام سے دریافت کیا کہ ایک حدیث امام سابق کی ہے۔ اور ایک  
 حدیث بعد والے امام کی اس کے خلاف ہے تو ہم کس پر عمل کریں؟ تو فرمایا کہ جب زندہ کی  
 حدیث مل جائے تو اس پر عمل کرو۔

اس حدیث نے واضح کر دیا کہ امام زین العابدین کے شاگردوں پر جو فتویٰ امام  
 باقر کے شاگردوں نے دیا تھا، وہ ٹھیک ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے اور امام باقر کے  
 شاگردوں پر امام جعفر کے شاگردوں کا فتویٰ علیٰ ہذا القیاس امام موسیٰ رضا تک امام  
 موسیٰ رضا کے شاگردوں کا فتویٰ ٹھیک مانا جائے اور سابقہ ائمہ کی تعلیم پر بدستور  
 فتویٰ جاری رکھ کر اس تعلیم کو ردی کی ٹوکری میں ضائع کر دینا چاہیئے۔

لے حضرات شیعہ! اذا انصاف کرو اور دینی بھائی عبرت حاصل کریں کہ جن کے فتویٰ  
 کفر سے ائمہ کا کوئی شاگرد نہ بچ سکا وہ اصحاب رسول پر کس طرح فتویٰ نہ دیں۔

خلاصہ: یہ کہ جو دین رسول تھا، وہ بوجہ ارتداد کے امام حسینؑ کی شہادت پر  
 ختم ہو کر دنیا سے نابود ہو گیا باقی دین جو ائمہ کا تھا وہ امام زین العابدین بن امام حسین  
 سے لے کر امام موسیٰ رضا تک جو ساتویں امام ہیں سب کا دین بوجہ فتویٰ کفر کے ضائع و  
 برباد ہو گیا تھا۔ لہذا شیعہ کا فرض ہے کہ امام تقی و نقی و امام حسنؑ کرمی سے مذہب  
 شیعہ کا ثبوت دیا کریں یہ نہ کہیں کہ مذہب شیعہ رسول سے چلا۔

امام جعفر صادق کا حال حسب ذیل ہے اصول کافی صفحہ ۴۶۶۔

امام فرماتے ہیں، کہ اگر سترہ شیعہ مجھ کو مل جاتے تو میں جنگ کرتا۔

واللہ یا سدر لوحکان فی شیعۃ بعدد هذا الجداء ما وسعتی  
الفقود ونزلنا وعلینا قلعا فرغنا من الصلواة عطفت الی الجداء  
فعدتھا فاذا هی سبعة عشر۔

فرمایا امام نے اے سدرِ خدا کی قسم اگر ان بھڑوں کی تعداد پر میرے شیعہ ہوتے تو  
ضروری جنگ کرتا یعنی جہاد جب ہم نماز سے فارغ ہوتے تو دیکھا اور شمار کیں تو بڑا غلہ  
سترہ تھیں۔

اسی اصول کافی کے صفحہ ۳۹۶ پر امام جعفر کا فرمان موجود ہے کہ اگر مجھے تین  
شیعہ مل جاتے تو بھی میں حدیث کو نہ چھپاتا۔

لوان احد منكم ثلاثۃ مومنین يكتون حدیثی ما استحللت  
ان اکتموا حدیثا۔

اے ابوبصیر! اگر میں تم میں سے (جو دعویٰ شیعہ ہونے کا کرتے ہو) تین مومن ہوں تو میری  
حدیث کو ظاہر نہ کرتے تو میں ان میں سے اپنی حدیثیں نہ چھپاتا۔

فائدہ ۵ :- امام کے قول سے معلوم ہوا کہ امام جعفر کے زمانہ میں جو شیعہ ہونے کا دعویٰ  
کرتے تھے ان تین بھی مسلمان نہ تھے اور جو کوئی تھا اس سے امام اپنا مذہب  
و عقیدہ پوشیدہ رکھتے تھے ظاہر نہ کرتے تھے۔

کہو صاحب! امام تو فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی حدیث کسی پر ظاہر نہیں کی  
تو یہ کافی استبصار، تہذیب اور من لایہحضرة الفقیہ امام جعفر کے اقوال سے کیونکر  
بھری ہوئی ہیں۔ کیا تم اور آپ کے محدثین اس دعویٰ میں حق بجانب ہیں کہ یہ روایت

امام جعفر کی ہیں؟ یا امام کا فرمان سچا ہے۔ کہ میں حدیثیں ظاہر نہیں کرتا؛ یقیناً امام سچا ہے! لہذا امام پر احادیث کا بہتان ہوا۔  
 رجال کشی صفحہ ۱۶۰ میں امام جعفر نے فرمایا کہ مجھے ایک آدمی شیعہ ملام ہے باقی کوئی شیعہ نہیں۔

كان ابو عبد الله عليه السلام يقول ما وجدت احدا يقبل وصيتي ويطيع امرى الا عبد الله بن يعفور۔

امام جعفر فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا کوئی آدمی نہیں پایا جو میری وصیت کو قبول کرتا اور میرے حکم کی تابعداری و اطاعت کرتا سوائے عبد اللہ بن یعفور کے۔

فائدہ :- جب امام کا حکم نہ مانتے تھے تو مسلمان کس بات کے تھے؟ پس ایک ابن یعفور ہوتی رہا۔ اس سے مذہب شیعہ متواتر نہ رہا۔ مگر اس امر کو یاد رکھنا، عبد اللہ بن یعفور بھی اڑھائے گا۔ اس کا ذکر اجمعی آتا ہے، مگر یہ بھی کذاب تھا۔

یہ تھا حال ائمہ کے متبعین کا جن سے مذہب شیعہ کو چلایا جاتا ہے اب ائمہ کا حال بزرگ تعلیم ملاحظہ ہو کہ امام ہر مخلص سے مخلص شیعہ سے بھی تقیہ کرتے تھے اور اس تقیہ بازی کو دیکھ کر انسان کسی تقیہ پر نہیں پہنچ سکتا کہ خدا جانے ان کا اصلی مذہب کیا تھا۔ جیسا کہ اصول کافی میں ہے، کہ امام سے ایک آدمی نے مسئلہ پوچھا تھا تو اس کو کچھ اور طرح بتایا۔ پھر زرارہ کی باری آئی۔ یہ اصول کافی صفحہ ۳۔

فلما خرج الرجلان قلت يا بن رسول الله رجلان من اهل العراق من شيعتك وقد يستلان فاجبت كل واحد منهما بغير ما اجبت به صاحبه فقال يا زرارۃ ان هذا اخي لنا وابقى منا شكركم ولما اجتمعتوا على

امر واحد اصد قکو الناس علينا ولحکان اقل بقاشنا وبقاشکھر۔

پس جب دونوں مرد چلے گئے تو میں (زدارہ) نے کہا اسے فرزند رسول ایہ دونوں مرد عراقی آپ کے پرانے شیعوں سے تھے۔ سوال کرتے ہیں پس آپ نے ہر ایک کو جواب مختلف دیا ہے۔ فرمایا امام نے اسے زدارہ! یہ تحقیق یہ جواب ایک دوسرے کے مخالف دینا ہمارے تمہارے لیے اچھا ہے اور اس میں ہماری اور تمہاری بقائے ہے اگر تم ایک ٹکڑ پر جمع ہو جاؤ گے تو لوگ تمہیں سچا سمجھیں گے ہم پر اور یہ ہمارے لیے اور تمہارے لیے باقی رہنے میں نقصان پیدا کریگا۔ **فائدہ :-** ائمہ خود شیعہ کو جو خاص شیعہ ہوتے تھے جھوٹے مسائل بلا کسی خوف و خطرہ کے بتاتے تھے اور ائمہ خود چاہتے تھے کہ شیعہ کو لوگ کذاب کہیں۔ کوئی ان کے سچا ہونے کا اعتبار نہ کر بیٹھے سو ائمہ کو شیعہ کے نام کی ضرورت تھی مذہب و ایمان کی ضرورت تھی کہ شیعہ ایمان دار ہوں۔ ان کا باقی رکھنا مقصود تھا، خواہ ایمان دار ہوں یا نہ ہوں بقول شیعہ ائمہ کو علم تھا کہ یہ وفادار نہیں اسی واسطے غلط مسائل بتاتے تھے جیسا فرمایا کہ ایک بھی مطیع نہیں ملا ورنہ حدیث نہ چھپاتا۔

زدارہ کے بعد ابوبصیر کا نمبر ہے استبصار میں خود ابوبصیر نے سنت فجر کا مسئلہ فرماتے کیا، تو امام نے غلط بتایا۔

استبصار کے صفحہ ۱۲۵ پر ہے۔

عن ابی بصیر قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام متی اصلی رکعتی الفجر قال لی بعد طلوع الفجر قلت لہ أن اباجعفر علیہ السلام امرنی ان اصلهما قبل طلوع الفجر فقال یا ابامحمد ان الشعة اتواہی مترشدین فانما هو بالحق واتونی شکاکھا فانیتہو بالتحقیۃ۔

ابو بصیر نے کہا کہ میں نے امام جعفر سے مسئلہ پوچھا کہ سنت فجر کو کس وقت پڑھوں؟ تو انہوں نے مجھے فرمایا بعد طلوع فجر کے تو میں نے عرض کی کہ امام باقر نے مجھے حکم دیا تھا کہ طلوع قبل فجر کے پڑھیں پس امام جعفر نے فرمایا اسے امام احمد اشیم میرے باپ کے پاس طلب ہدایت ہو کر آتے تھے تو حق مسئلہ بتا دیتے تھے اور میرے پاس وہ شک لے کر آتے ہیں تو میں تفتیح کر کے بتاتا ہوں۔

خاندانہ :- امام نے شک کو زائل کرنا تھا یا الٹا شک زیادہ ڈالنا تھا، معلوم ہوا کہ امام کے پاس تو وہ آدمی جاتا جو سابق دین کا عالم ہوتا اور نہ بجائے حق اور لڑہا سیری کے الٹا گمراہی کے گڑھے میں ڈالتے تھے۔ ذرا انصاف کرنا! یہی مذہب ہے جس کو دنیا کے سامنے حق بنا کر پیش کرتے ہیں؟ بھلا کیونکر غلط مسائل نہ بتاتے، یہ شیعہ مومن نہ تھے میرا کہ پہلے گزر چکا ہے ائمہ کی کلام میں شتر پھلو جھوٹ کا ہوتا تھا۔ ایک کلام میں اگر شتر سامع ہوتے، تو یقینی شتر ہی جھوٹ یکھ کر کھاتے اور ایک بھی یقین حاصل کر کے نہ اٹھتا اساس الاصول علامہ ولید علی مجتہد اعظم کے صفحہ نمبر چھتر ہے۔

عن ابی عبد اللہ انہ قال انی اتکلم علی سبعین وجہ لی فی کلمہا  
لینخرج وایضا عن ابی بصیر قال سمعت ابا عبد اللہ یقول انی اتکلم  
بالکلمۃ الواحدۃ لہا سبعون وجہا ان شئت اخذت کذا وان شئت  
اخذت کذا۔

امام جعفر صادق نے فرمایا کہ میں شتر پہلوؤں پر کلام کرتا ہوں میرے لیے ان تمام پہلوؤں میں بچنے کا راستہ ہوتا ہے دوم ابی بصیر سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر سے سنا کہ فرماتے تھے، میری کلام میں شتر پہلو ہوتا ہے ایک کلمہ میں اگر چاہوں تو اس کو بے لوں اور اگر چاہوں تو اس کو بے لوں۔

فائدہ : کیا کوئی مجتہد شیعہ منصف مزاج دنیا میں ہے اگر انصاف سے یہ بتائے کہ جب امام کی ایک بات میں شتر پہلو ہوں اور ہر بات دوسری کے بات کے مخالف متضاد ہوتی تھی تو ترجیح کس طرح دی جاسکتی ہے؟ یہ ایک عجیب معمر درویش ہے شاید کسی مجتہد شیعہ کی سمجھ میں آجائے تو وہ اس کو حل فرمائے۔

مثلاً امام نے فرمایا: زرارہ ملعون ہے، تو اس کلام میں بھی صدق کذب کا شتر پہلو ہوا اس جملہ کے بعد فرمایا کہ زرارہ کو میں نے یعنی اعیب ندازۃ، اب اس کلام میں بھی شتر پہلو تھا۔ پھر مثلاً فرمایا: انا اصلی یا فرمایا اصول اب اس کلام میں بھی شتر پہلو صدق کذب کا ہوگا مثلاً فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اب اس کلمہ توحید میں بھی شتر پہلو صدق کذب کا ہوگا.... اب آپ ہی فرمایا کہ آئمہ کا مذہب کس طرح متعین ہوگا؟ نئی شیعہ تو درکنار رہا، ان کا کوئی مذہب ہی ثابت نہیں ہو سکتا اگر کوئی دلیل ان کے مذہب کے ثبوت پر شیعہ کے پاس ہے تو پیش کریں۔

مگر اے حضرات شیعہ! ان کو تقیہ بازمان کہ خدا کے لیے ان بزرگوں کی توہین مت کیجئے گا ورنہ اس کلام میں تسلسل یا دور لازم آئے گا۔

شیعہ کو بھی یہ اقرار ہے کہ امام اپنی امامت سے انکار کرتے تھے اصول کافی صفحہ ۲۲۷۔

عن سعید السمان قال كنت عند أبي عبد الله اذ دخل عليه رجلا من الزيدية فقال له افيكو امام مفترض الطاعة قال فقال لا قال فقال له قد اغيبتك الثقة انتك تفنى وتقر وتقول به وتسميهو لك خلائ وفلان ومعا صاحب دبع وشهير وهو ممن لا يكذب فغضب ابو عبد الله وقال ما امرتهم بهذا فلما رايا الغضب في وجهه خرجا۔

سعید سمان کہتا ہے کہ امام جعفر کے پاس تھا کہ دوسروں مذہب زیدیہ کے داخل ہونے اور امام سے دریافت کیا کہ تم میں کوئی امام ہے جس کی اطاعت فرض ہو؟ سعید کہتا ہے کہ امام نے فرمایا میں نے نہیں فرمایا ان کو، ان دونوں نے کہا کہ ہم آپ سے بڑے ثقہ لوگوں نے خبر دی ہے کہ آپ فتویٰ دیتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں اللہ ہم ان کے نام بتاتے ہیں اور نیکی میں بڑا باغز کرنے والے ہیں اور ان لوگوں سے ہیں جو جھوٹ نہیں بولتے پس امام کو غضب آیا جب انہوں کو کچا تو وہ چلے گئے۔

اور یہی مضمون رجال کشی کے صفحہ ۲۶ پر اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

عن سعید الاعرج قال حکنا عند ابی عبد اللہ فاستاذن لہ وجلان فاذن لہما فقال احدهما افیکم امام مفترض الطاعة قال ما اعین لک فینما قال بالکوفة قوم یزعمون ان فیکم اماما مفترض الطاعة و ہم لا ینکذ یون اصحاب وبع اجتہاد و تعیین متہو عبد اللہ عن ابی یعفور الی ان قال نعماذبخی و احمر وجهہ ما امرتہم۔

سعید اعرج بیان کرتا ہے کہ ہم ابی عبد اللہ کے پاس موجود تھے کہ دوسروں زیدیہ فرقہ کے آئے انہوں نے اجازت لی امام نے اجازت دی اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا تم میں کوئی امام مفترض الطاعة رکھتے ہو تو امام نے فرمایا میں نہیں پہچانتا اپنے اللہ کا کہ کوئی میں ایک قوم ہے وہ زعم کہتے ہیں کہ تم میں کوئی امام مفترض الطاعة ہے اور وہ جھوٹ بولنے والے نہیں صاحب دمع و تقویٰ ہیں انہی میں ہے عبد اللہ بن یعفور بھی ہیں امام نے فرمایا میرا کیا قصور ہے اور امام کا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا میں نے ان کو یہ حکم نہیں دیا اور نہ کہا ہے۔



اسی طرح عباس المؤمنین کے صفحہ ۱۶۶ پر بھی یہی مضمون ہے۔

اس روایت میں بھی عبداللہ بن یعفور ہے اور میں نے وعدہ کیا تھا کہ عبداللہ بن یعفور کی بات کو یاد رکھنا۔

جس کے تعلق امام جعفر فرماتے ہیں کہ یہ ایک مسلمان سے۔ باقی صرف دعوئی کے شیعوں میں۔ اب دیکھا کہ عبداللہ بن یعفور بھی جھوٹ کی زد میں آگیا۔ کہ امام نے امامت کا دعوئی نہیں کیا اور نہ ہی ان کو یہ فرمایا کہ میں امام ہوں مگر کوفہ کے عبداللہ بن یعفور نے امام بنایا اور امام کو ناراض بھی کیا کہ امام اس امام کے لفظ سے غضب ناک ہوئے۔ جس نے اہل بیت کے امام کو ناراض کیا۔ اور غصہ دلایا۔ وہ کب مسلمان رہ سکتا ہے چلو چٹھی ہوئی۔ عبداللہ بن یعفور بھی امام دعوئی امامت کو ذنب یعنی گناہ سے تعبیر فرما رہے ہیں۔ کہ مجھے امام کہنا گناہ ہے۔ اسی طرح کتاب حق الیقین کے صفحہ ۲۱ پر یہ عبارت ہے۔ ائمہ طاہرین کے زمانہ میں شیعوں کے اندر ایسے لوگ بھی تھے جو ان بزرگوں کی عصمت کا اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کو نیک علماء کے مرتبہ شمار کرتے تھے۔ جیسا کہ کتاب رجال کشی سے واضح ہوتا ہے، لیکن باوجود اس کے ائمہ طاہرین ان کو صاحب ایمان سمجھتے تھے۔ بلکہ ان کی عدالت کو معتبر فرماتے تھے۔“

شہادت ہوا کہ نہ اماموں نے دعوئی امامت کیا تھا اور نہ اماموں کی امامت کا اعتقاد ایمان تھا۔ ورنہ عدم اقرار کی وجہ سے ایمان حاصل نہ رہتا۔

پس معلوم ہوا کہ تمام من گھڑت مسئلہ زرارہ، ابو بصیر اور عبداللہ بن یعفور حضرت کا دعوئی ہے۔ بھلا امام دعوئی امامت کیسے کرتے؟ یہ امامت کا مسئلہ تو ایک راز تھا جس کا علم سوائے جبریل کے کسی فرشتہ کو بھی نہ تھا۔ پھر رسول کے سوا کسی کی جبریل نہ بتایا

تھا اور رسول ﷺ نے علیؑ کو بتایا۔  
اصول کافی صفحہ ۷۷۴۔

قال ابو جعفر علیہ السلام ولایۃ اللہ اسرھا الی جبرئیل واسرھا جبرئیل  
الی محمد فاسرھا محمد الی علی واسرھا علی من شاء ثلثوا تنصرون  
فالث۔

امام باقرؑ نے فرمایا امامت ایک راز تھا جو خدا نے جبرئیلؑ کو پوشیدہ طور پر بتایا تھا جبرئیل  
نے رسولؐ کو رسولؐ نے علیؑ کو راز کے طور پر بتایا۔ اور علیؑ نے جس کو چاہا راز کے طور پر بتایا۔ اور علیؑ نے  
جس کو چاہا راز کے طور پر بتایا اب تم شیعوں کو شہود کہتے ہو۔  
اور یہی مضمون رجال کسی صفحہ ۳۱ پر بھی ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ امامت کا ذکر قرآن و حدیث میں تو درکنار رہا یہ  
تو کسی انسان کو بھی معلوم نہ تھا۔ چونکہ یہ ایک اسرار تھا اور سر پر شدہ راز اور مجید کو کہتے  
ہیں لہذا اگر قرآن و حدیث میں ذکر ہوتا تو اسرار نہ رہتا لہذا قرآن یا حدیث شیعہ  
علماء کی امامت پر پیش کرنی غلط ہوئی۔

اب سوال تو یہ ہے، کہ پھر امامت کا مسئلہ کسی قاتل نے ایجاد کیا ہے؟ یہ تو  
ثابت ہو گیا کہ جب امامت کا علم کسی کو نہ تھا تو مذہب شیعہ کا علم کیسے ہو گیا؟  
پس زمانہ اول میں نہ امامت مخفی اور نہ مذہب شیعہ تھا۔

باقی رہا یہ سوال کہ امامت کا موجد کون ہے؟ یہ خود شیعوں کا استدلال کرتے  
ہیں کہ عبد اللہ بن سہر پہودی تھا۔ رجال کشی کے صفحہ ۷ پر ہے۔

وذكر بعض اهل العلوان عبد الله بن سبياء كان يهوديا فاسلم وولى

علیہ السلام وکان یقول وهو علی بن ہودیتہ فی یوشع بن نون وحی  
 موسیٰ بالفلق فقال فی اسلامہ بعد وفات رسول اللہ ﷺ فی علی مثل  
 ذالک وکان اول من استشهد بالقول بفرض امامۃ علی واطہس البراءۃ من  
 اعدائہ وکاشفت مخالفیہ واکفرہ من هذا قال من خالف الشیعۃ  
 اصل التشیع والتفرض ماخوذ من اليهودیۃ۔

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا پھر وہ اسلام لایا اور اس نے حضرت  
 علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اور وہ اپنے یہودیت کے زمانہ میں حضرت یوشع بن نون وحی موسیٰ کے  
 بارے میں غلو کرتا تھا پھر اپنے اسلام کے زمانہ میں رسول کریم کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ  
 عنہ کے بارے میں غلو کرنے لگا یہ ابن سبا پہلا شخص ہے جس نے مسئلہ امامت علی کے فرض ہونے  
 کو شہرت دی اور ان کے دشمنوں پر تبرک کیا اور ان کے مخالفوں سے مکمل کھیلا اور ان کی تکفیر کی  
 یعنی فتویٰ کفر لگایا اسی وجہ سے جو لوگ شیعوں کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ شیعہ کی بنیاد یہودیت  
 سے کی گئی ہے۔

حادثہ :- ثابت ہوا کہ مذہب شیعہ کے دو بزرگ رکن اعظم امامت اور تبرک بازی انجمن  
 اسلام کی ایجاد ہے۔ اور وہی مذہب شیعہ کا بانی ہے۔

عبداللہ بن سبا یہودی خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی کے زمانہ میں منافق  
 طور پر مسلمان ہوا اور خلیفہ کے دربار میں مقرب بننے کی کوشش کی مگر ناکام رہا  
 اور بڑے پوسٹ پر ملازم ہونے کی بھی کوشش کی تو بھی ناکام رہا اور اس وجہ  
 سے اس کی خلیفہ ثالث سے عداوت پیدا ہو گئی اور ان کی بدگوئی شروع کر دی  
 آخر خلیفہ نے ان کو مصر کی طرف بھجوا دیا مصر جا کر اس نے اپنی جماعت تیار کی

اسی جماعت نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا۔ اور جنگ جمل وصفین بھی اسی حضرت کے کارناموں سے ہیں پھر اس نے یہ تبلیغ شروع کر دی کہ تمینوں خلیفے ظالم اور غاصب تھے، خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا، جس کو خلفائے ثلاثہ نے حیرا بھین لیا ہے۔ جب کسی نے اعتراض کیا، تو جواب دیا کہ نہیں، میں تو صرف علیؓ کو ترن خلفاء پر فضیلت دیتا ہوں، کسی کو کہا کہ حضرت علیؓ خدا تھا، میں ان کا نبی ہوں آخر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے اس کو واصل جہنم کیا۔ مگر اس کا لگایا ہوا پودا سو جا۔

تھا جنگ صفین کے بعد عید کا رجاں کشی کے صنوبر، پر ہے کہ اس کے شر شاگردوں نے حضرت علیؓ کو خدا کہا شروع کر دیا جب روکنے سے بھی نہ رُکے تو حضرت علیؓ نے فی النار کے مگر پھر بھی اس کمیٹی کے ممبر ختم نہ ہوئے۔ ایران و عراق میں اس نے آگ پھیل چھڑکا تھا۔ چونکہ ایران و عراق کے تخت خلفائے ثلاثہ نے الٹ کر زیرِ بالا کر دیئے تھے خزانے لیے گئے ان کی عورتیں باندیاں بنائی گئیں اور عکومتوں کی عورت و غرور خاک میں مل گیا تھا۔ اس لیے ان کو خلفائے ثلاثہ سے سخت عداوت تھی

عبداللہ بن سباؓ کا منتر بھی اس ملک میں خوب چل گیا اور اس کمیٹی کے پھر بڑے بڑے ممبر پیدا ہو گئے جنہوں نے مذہب شیعہ کو خوب سراہا۔ مثلاً زرارہؓ، ابو بصیرؓ محمد بن مسلمؓ، بریدہ بن معاویہؓ، عبداللہ بن یعقوبؓ، ہشام بن سالمؓ اور سون طلاق وغیرہ

ذاکم جن کا ذکر عنقریب آتا ہے اور سبانی مشیین کے پرندوں نے خوب موقع مل کی حدیثیں ڈھالنی شروع کر دیں۔

آج شیعہ عبداللہ بن سباؓ کے بانی مذہب شیعہ ہونے سے انکاری ہیں۔ ہاں شیعہ مذہب کو یہودیت سے مشق ہونا مخالفین کا قول قرار دیا ہے مگر بانی مذہب

شیعہ ہونے سے انکار نہیں کیا۔ نہ ہی ان دونوں اعظم رکنوں سے انکار کیا ہے۔  
 چلوں میں چند منٹ کے لیے مان لیتا ہوں کہ شیعہ مذہب یہودیت سے مشتق نہیں  
 تو پھر کسی اور دشمن اسلام کو باقی مذہب شیعہ ماننا پڑے گا۔ درخت اپنے پھل  
 سے پہچانا جاتا ہے یہ مندرجہ ذیل تین مسائل جن پر مذہب شیعہ کی عمارت کھڑی ہے  
 سوائے دشمن اسلام کے کسی غیر سے ایجاد نہیں ہو سکتے۔

یہ کہ قرآن محرف ہے۔ اس میں پانچ قسم کی تحریف ہو چکی ہے اس کی آیتیں  
 اور سویتیں بحال ڈالی گئی ہیں۔ اس میں اپنی طرف سے عبارتیں داخل کی گئیں جن  
 کی وجہ سے کفر کے متون اس میں قائم ہوتے ہیں۔

یہ قرآن رسول کی توہین کرتا ہے۔ اس کے حروف و الفاظ بدل ڈالے  
 گئے اس کی سورتوں اور لفظوں کی ترتیب الٹ پلٹ کر دی گئی، اب بجاتے  
 دین کے بے دینی کی قرآن تعلیم دیتا ہے۔

بتاؤ جب قرآن کی یہ حالت ہے تو دین اسلام میں باقی کیا رہ گیا؟

۲۔ یہ کہ تمام صحابہ رسول ﷺ سوائے چار پانچ کے کافر، مرتد، کاذب، خائن،  
 ظالم اور غاصب تھے گویا باطن میں وہ چار کافر و مرتد تھے مگر کاذب اور اعلیٰ درجہ  
 کے کذاب وہ بھی تھے۔ لیکن ان کے کذب کا نام قبیحہ رکھ دیا۔

پس جب صحابہ کی یہ حالت تھی جو رسالت کے چشم دید گواہ اور نزول قرآن  
 کے اول گواہ ہیں، تو اب نبوت رسول اکرم ﷺ دلائل نبوت، معجزات  
 نبوت اور تعلیمات نبوت، سب مشکوک ہوئیں۔ جس واقعہ کا چشم دید گواہ صادق  
 نہ ہو، اس واقعہ کو کون ماننے لے؟

۳۔ یہ کہ رسول کے بعد بارہ اشخاص مثل رسول ہیں معصوم ہیں اور مفترض الطاعت ہیں ان کی اطاعت بھی مثل اطاعت رسول ہے جب تک ان کی امامت پر ایمان نہ لائیں توحید و رسالت کوئی فائدہ نہ دے گی۔ ان کو حرام و حلال کرنے کا اختیار ہے موت اور زندگی ان کے اپنے اختیار میں ہے ہر سال ان پر نئے احکام شب قدر کو نازل ہوتے ہیں وغیرہ ذالک۔ (اصول کافی کتاب الحج)

بتاؤ : یہ مسائل دشمن اسلام کے ایجاد شدہ نہیں تو اور کیا ہے ؟ حضرات شیعوہ کے بانیان مذہب نے جب دیکھا کہ مذہب شیعہ زمانہ رسول میں تو تھا ہی نہیں، نہ اس کی کوئی سند رسول سے ملتی ہے۔ نہ ہی کوئی مسئلہ رسول سے ملتا ہے اور نہ ہی ہمہدیش کو وضع کر کے رسول نے روایت کر سکتے ہیں تو اب اماموں کا سلسلہ باقی رہا اگر ان سے روایت کو گھر لیں تو مذہب سوائے معصوم و مفترض الطاعت کے چل ہی نہیں سکتا، تو ائمہ کی عصمت کے قائل ہو کر مثل رسول کے مانا۔ اور اس چال پر چل کر پھر از سر نو حدیثیں گھر لینی شروع کر دیں۔ پس جب حدیثیں اللہ سے گھڑی گئیں، تو یقینی طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ رسول کے ساتھ اس مذہب کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اب رہا اماموں سے اس مذہب کا پلٹنا، اس پر ہم بحث کریں گے کہ جن راویوں نے ائمہ سے ان کا مفترض الطاعت ہونا معصوم ہونا مثل رسول ہونا اور ان کا مذہب شیعہ ہونا وغیرہ ذالک نقل کر کے ہم تک پہنچایا ہے چونکہ ہم نے خود تو کسی امام کو دیکھا نہیں اور نہ ہی ان کا دعویٰ سنا صرف راویوں کی نقل ہے۔

لہذا اب ہم راویوں کے حالات کو دیکھتے ہیں کہ کیا وہ اس قابل ہیں کہ ان کے اقوال قابل قبول ہوں؟ یا نہیں اور اماموں کا اور ان راویوں کا آپس میں کیا سلوک رہا؟ اور اماموں نے ان کے حق میں کیا فرمایا؟

اگر یہ سچے اور صادق ہیں تو مذہب شیعہ کا اماموں سے چلنا ٹھیک اور اگر یہ جھوٹے اور کذاب ہیں تو مذہب شیعہ کا اماموں سے چلنا غلط ہے۔  
 حق ائمہین اردو صغراء ۲ سے قول باقر مجلسی کا میں پر نقل کر دیتا ہوں ہر صاحب انصاف نتائج آسانی سے خود نکال لے گا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اہل حجاز و عراق و خراسان و فارس وغیرہ سے فضلاء کی ایک جماعت کثیر حضرت باقر و حضرت صادق اور نیز تمام ائمہ کے اصحاب سے تھی مثل زرارہ محمد بن مسلم ابوہریرہ ابو بصیر شامی بن حمران جبکہ مومن طاق ابان بن تغلب اور معاویہ بن عمار کے اور ان کے علاوہ اور جماعت کثیرہ بھی تھی جن کا شمار نہیں کر سکتے اور کتب رجال اور علماء شیعہ کی فہرستوں میں مسطور و مذکور ہیں یہ سب شیعوں کے تیس تھے ان لوگوں نے فقہ، حدیث و کلام میں کتابیں تصنیف کر کے تمام مسائل کو جمع کیا ہے۔ ان میں ہر ایک شخص بہت سے شاگرد اور پیرو رکھتا تھا یہ لوگ ائمہ طاہرین کی خدمت میں ہمیشہ حاضر ہو کر حدیثیں سنتے تھے پھر ملک عراق اور تمام شہروں کی طرف مراجعت کر کے ان حدیثوں کو اپنی کتابوں میں ثبت کرتے تھے۔ یہ لوگ ائمہ طاہرین سے روایت کرتے اور بزرگوں کے معجزات منتشر کرتے تھے، ان لوگوں کا اختصاص ائمہ طاہرین کے ساتھ معلوم و متحقق ہے جیسا کہ ابو حنیفہ کے ساتھ ابو یوسف اور اس کے شاگردوں کا اور یہ بھی

تمام لوگوں کو معلوم ہے اور اس کوئی شک نہیں اگر ائمہ طاہرین ان کے اقوال و احوال سے مطلع تھے۔

پس ان لوگوں کی حالت و صورتوں سے خالی نہیں ہے۔ یعنی یہ لوگ مذہب شیعہ سے جن ائمہ کی نسبت ائمہ طاہرین سے دیتے ہیں۔ ان میں راست گو اور محقق ہیں۔ یا دودوغ گو اور مضیل اگر ان امور میں صادق ہیں۔ جن کی نسبت ائمہ طاہرین سے کرتے ہیں (یعنی دعویٰ امامت، ان بزرگواروں پر نفس کا صادر ہونا ان بزرگوں کے معجزات، ان کے مخالفوں کا کفر و فسق، پس یہ تمام امور حق اور ثابت ہیں اور اگر دودوغ کہتے ہیں تو پھر ائمہ باوجودیکہ ان کے اقوال و احوال سے آگاہ تھے کس لیے ان سے بیزار ی طلب نہ کرتے تھے، اور ان کا کذب و بطلان ظاہر نہ کر دیا۔ جیسا ابو الخطاب و غیرہ بن شعبہ اور تمام غالیوں اور اہل ضلالت کے مذاہب باطلہ سے بیزار ی طلب کرتے تھے۔ اگر دیدہ و دانستہ اغماض کر کے ان کے مذاہب باطلہ کے اقوال و افعال کو بہتر کہتے تھے پس العیاذ باللہ خود بھی اہل ضلالت سے قرار پائیں۔ (ختم ہوئی عبارت)

اس عبارت سے موٹے چار فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

۱۔ یہ کہ مذہب شیعہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نہ تھا نہ ہی یہ مذہب نبی کریم ﷺ سے باخبر ہے اور نہ ہی اس مذہب کا واسطہ نبی کریم ﷺ سے ہے بلکہ اس مذہب کی نسبت ائمہ کی طرف کی گئی ہے مگر وہ دیکھا جائے گا۔

۲۔ یہ کہ اس مذہب کا کوئی راوی عرب کا اور خاص کر مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کا نہیں ملتا۔ تمام راوی عراق و ایران کے ہیں۔ جو ملک کہ خلفائے ثلاثہ اور اسلام کے



بدترین دشمن تھے اور جن کو ملک کا بے تھکا۔

ف۔ یہ کہ اگر جماعت کا ذب ثابت ہو جائے تو مذہب شیعہ باطل ہے۔

ف۔ یہ کہ اگر یہ باطل پر ہے اور ائمہ نے ان سے بیزاری نہ حاصل کی ہو، تو خود ائمہ معاذ اللہ بے دین ثابت ہو جائیں گے کیا جن لوگوں کو ائمہ کرام نے خالی نکال نہیں دیا، بلکہ ملعون و کافر قرار دیا تھا ان کو شیعہ نے پیشوائی سے معزول کیا ہے کیا ان کی مروی حدیثیں کتابوں سے نکال دی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ جن کو ائمہ کرام نے کافر و ملعون قرار دیکر نکالا ہے، اگر شیعہ کو وہ آگے معلوم نہ تھے تو اب میں بتاتا ہوں، آپ ہی براۓ خدا ان کی مروی حدیثیں شیعہ اپنی کتب سے نکال ڈالیں۔

لو! سب سے اول زرارہ جو سبائی کی بیٹی کا صدر اعظم ہے جس پر نصف مذہب شیعہ کی مدار ہے جس کے ہزاروں شاگرد تھے۔ رجال کشی کے صفحہ ۹۵ میں ہے کہ یہ امام جعفر سے کم نہ تھا۔

قال اصحاب زرارۃ من ادرك زرارۃ بن اعین فقد ادرك ابا عبد الله عليه السلام۔

زرارہ کے شاگردوں نے فرمایا، جس شخص نے زرارہ کو پایا پس تحقیق اس نے امام جعفر کو پایا۔

فائدہ: خلاصہ یہ کہ امام کاہن پر پچہ تھا علم وغیرہ میں رجال کشی صفحہ ۱۰۳ پر ہے۔

عن جميل بن دراج قال ما رأيت رجلا مثل زرارۃ بن اعین انما كان مختلفا لیه فملأنا حوله الا بمنزلة الصنبيان في الكتاب خول المعلم۔

جمیل بن سراج کا بیان ہے کہ میں نے کوئی آدمی شل زندارہ کے نہیں پایا یا ہم اس کے  
 حلقہ تسلیم میں بچوں کی طرح ہوتے تھے جیسا مسلم کے گروا گرو ہوتے ہیں۔  
 اسی رجال کشی صفحہ ۹۰ و علا پر ابی عبد اللہ سے ہے۔

یقول عبد اللہ ما اجد احداً احیاء کنا و احادیث ابی علیہ السلام الا ذللاً  
 و ابو بصیر لیث الراوی و محمد بن مسلم و برید بن معاویۃ العجلی و لولا  
 هؤلاء ما کان احد من سبط هذا هؤلاء حفاظ الدین و امناء ابی علیہ السلام  
 علی حلال اللہ و حرامہ۔

امام جعفر فرماتے ہیں کہ میں کسی ایک کو نہیں پاتا کہ اس نے ہمارا ذکر یا احادیث میرے  
 والد کی زندہ کی ہوں۔ سوائے زندارہ، ابو بصیر و محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ کے اگر یہ لوگ نہ ہوتے  
 تو کوئی ایک بھی نہ تھا کہ اس علم کا استنباط کرتا۔ یہ لوگ دین کے محافظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حلال  
 حرام کے امین ہیں۔

فائدہ :- امام جعفر صادق کے قول کے مطابق معلوم ہوا کہ جس قدر امامت کا ذکر یا  
 معجزات ائمہ کا ذکر یا حدیثیں، یا احرام و حلال کا ذکر زندہ رہا اور حدیثیں منقول ہیں،  
 سب ان ہی کی روایت شدہ ہیں۔ نہ غیر سے اگر غیر سے ہیں تو بہت کم، اور پھر غیر  
 ان کا ہی شاگرد ہو گا یا شاگرد کا شاگرد ہو گا۔

خلاصہ :- یہ کہ شیعہ کا دین ان ہی حضرات سے منقول ہے یہ چار ستون ہیں۔  
 مذہب شیعہ کی سطح انہی پر استوار ہے زندارہ کے بعد ابو بصیر کا نمبر ہے پھر محمد بن مسلم کا  
 اب یہ دیکھنا ہے کہ آیا امام نے ان چاروں کو جن پر مذہب شیعہ کی سطح استوار ہے نکالا  
 تھا یا نہ ؟

حق ایقین اردو کے صفحہ ۲۲ پر ہے۔ کہ زرارہ والو بصیر باجماع امامیہ گمراہ ہیں،

عبارت یہ ہے۔

”یہ حکم ایسی جماعت کے حق میں ہے جن کی ضلالت پر صحابہ کا اجماع ہے جیسا کہ

زرارہ والو بصیر“

رجال کشی کے صفحہ ۱۰ پر زرارہ کے حق میں امام جعفر کا فتویٰ۔

قال نعم زرارۃ شر من اليهود والنصارى ومن قال ان مع الله ثالث

ثلاثة ۔

امام نے لکرایا، ہاں زرارہ بُرا ہے یہود و نصاریٰ اور تین خدا ماننے والوں سے بھی۔

اسی رجال کشی کے صفحہ ۱۱ پر امام جعفر کا فتویٰ۔

فقال لعن الله زرارۃ لعن الله زرارۃ لعن الله زرارۃ ۔

امام نے فرمایا کہ خدا لعنت کرے زرارہ پر، یہ فقط تین بار فرمائے۔

پھر زرارہ نے امام کو اس لعنت کا جواب دیا رجال کشی صفحہ ۱۰

فلما خرجت ضرت في لحيته فقلت لا يطلع ايداً

پس جواب میں امام سے باہر گئے لگا تو میں نے امام کی ڈاڑھی میں پاؤں مارا اور میں

نے کہا کہ امام کبھی نجات نہ پائے گا۔

اب سبانی کیسٹی کے پرنٹرز ابو بصیر کا نمبر ہے۔ اس نے امام کی توہین کی

تھی۔ کہ امام کو طہلغ و زیادہ رکھا۔

رجال کشی صفحہ ۱۱ پر ہے۔

قال جلس ابو بصير على باب ابي عبد الله عليه السلام ليطلب

الاذن قلرم یؤذن له فقال لو كان معطابق لاذن قال فجاء كلب فشر  
فی وجه ابی بصیر۔

راوی کا بیان ہے کہ ابو بصیر امام جعفر کے دروازہ پر بیٹھا تھا کہ اس کو اندر جانے کی اجازت  
دی جائے مگر امام نے اجازت نہ دی تو ابو بصیر نے کہا کہ اگر میرے پاس کوئی طبق ہوتا تو اجازت  
مل جاتی، پس گتا آیا اور اس نے ابو بصیر کے منہ میں پیشاب کر دیا۔  
توجہ: یہ ابو بصیر اندھا تھا اور کوڑھ کا تھا۔

فرمایے مجلسی صاحب! کیا زرارہ اور ابو بصیر جن کی روایات پر مذہب شیعوہ  
کی مدار ہے، آپ نے ان کو اپنی پیشوائی سے معزول کیا؟ جب کہ امام نے  
ان پر گمراہی اور کفر کا فتویٰ دیا اور تمام مذہب کے علماء کا ان کی گمراہی پر  
ٹھہرا ہے۔ اگر پہلے یاد نہ تھا تو اب وہ تمام حدیثیں جو ان سے مروی ہیں نکال  
دو مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا ان کی روایات نکال دیں تو پھر باقی مذہب کی  
سطح ہمارے پر رہ جاتے گی۔ کیونکہ تین حصے دین ان سے مروی ہے۔

اب محمد بن مسلم کا حال حسب ذیل ہے۔ رجال کشی کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے  
کہ محمد بن مسلم کو صرف دو اماموں سے چھیا لیس ہزار حدیث یاد تھی۔

عن محمد بن مسلم قال ما شجن فی رأی شیء قط الا سئلت عنه  
ابا جعفر علیہ السلام حتی سئلت عن ثلاثین الف حدیث و سالت  
ابا عبد اللہ علیہ السلام عن مئۃ و عشرين الف حدیث۔

محمد بن مسلم بیان کرتا ہے کہ میرے دل میں کوئی چیز کبھی نہیں کھنکی۔ مگر میں نے اس کا  
سوال امام باقر سے کیا ہو اور امام باقر سے میں نے تیس ہزار حدیث تعلیم پائی اور امام جعفر

سے سولہ ہزار حدیث تعلیم پائی۔

اور رجال کشی کے صفحہ ۱۳ پر محمد بن مسلم کے بارہ میں امام جعفر کا فتویٰ مندرجہ ذیل ہے  
عن مفضل بن عمر قال سمعت ابا عبد الله يقول لعن الله محمد  
بن مسلم كان يقول ان الله لا يلعن شيئا حتى يكون -

مفضل بن عمر بیان کرتا ہے کہ میں نے امام جعفر سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے اللہ  
تعالیٰ محمد بن مسلم پر لعنت کرے کہ یہ ملعون خدا کو جاہل کہتا ہے کہ جب تک چیز میدانہ ہو  
جائے خدا نہیں جانتا۔

اب بریدہ بن معاویہ کا حال حسب ذیل ہے۔

رجال کشی کے صفحہ ۹۹ پر اپنی بسیار امام جعفر سے بیان کرتا ہے۔

قال سمعت ابا عبد الله يقول لعن الله بریده ولعن الله زیارة  
ابی بسیار بیان کرتا ہے امام جعفر نے فرمایا خدا کی لعنت ہو بریدہ پر اور زیارہ پر  
فائدہ :- معلوم ہوتا ہے کہ زیارہ سے امام کو بہت پیار تھا۔ اس کو عطیہ لعنت کے  
ساتھ یاد فرماتے ہیں۔

اے اہل اسلام! اللہ انصاف سے بتاؤ! کہ مذہب شیعہ کے یہی چار ستون  
تھے جن پر چھت استوار تھی جب یہ چاروں ستون لعنت کی دیمک کی وجہ  
سے گر گئے تو فرمایئے کہ اب مذہب کی سطح کس چیز پر کھڑی ہوگی؟

اے علماء شیعہ صرف چھیالیس ہزار حدیث محمد بن مسلم ملعون کی جو آپ کی کتابوں میں  
درج ہے۔ برائے خدا اسی کو نکال کر دیکھنا کہ باقی مذہب شیعہ میں کیا رہ جاتا ہے؟  
اور پھر زیارہ کو بمعاس کے شاگردوں کے نکال کر مذہب شیعہ کا منہ شیشہ میں

دیکھیں کہ کیا خوب ہے۔

باقی ہشامین کا حال پہلے مذکور ہو چکا، کہ توحید ہادی کے قائل نہ تھے۔ اور اسی طرح مومن طاق اور میشی وغیرہ۔ پھر ہی مومن طاق، فضیل، ابوبصیر اور ہشام اور یہ حضرات بعد کافی جماعت شیعہ کے امام جعفر کی وفات کے بعد گمراہ ہو گئے، اور خارجی مذہب کو پسند کر لیا تھا۔ اصول کافی صفحہ ۲۲۱ پر ہشام بن سالم سے روایت ہے

قال فخرجنا من عنده ضاللا لا يدري اين نتوجه انا و ابو جعفر  
الاحول فقعدنا في المدينة باين حيارى لا ندري الى اين نتوجه ولا الى من  
نقصد يقول الى المرجية الى القدسية الى الزيدية الى المعتزلة الى  
الخوارج فنحن كذا لك۔

ہشام بن سالم کہتا ہے کہ ہم امام کے لڑکے عبداللہ بن جعفر کے پاس سے گمراہ ہو کر نکلے۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ کس طرح جائیں میں اور اس حمل میں بیٹھ گئے مرنے کی گلی میں پڑتے ہوئے حیران پریشان لا علم تھے کس طرح جائیں اور کس کو اپنا مقصود بنائیں کیا ہم فرقہ مرجیہ کی طرف پلٹ جائیں، قدریہ کی طرف زیدیہ کی طرف، معتزلہ کی طرف، خارجی کی طرف، پس ہو گئے ہم خارجی۔

و حضرت جی! امام جعفر کی موت نے تمام کو خارجی بنا کر مرتد کر دیا۔ اس علیحدگی واضح ہو گیا کہ امام کی حدیثیں ان کے پاس اس وقت کوئی موجود نہ تھیں جن پر عمل کر کے یقین حاصل کرتے کیا امام مر گیا تھا تو اس کی حدیث تو نہ مر گئی تھی آگے عمران و بیکر جن کو مجلسی نے راوی لکھا۔ ان کا حال حسب ذیل ہے۔

کہ یہ دونوں زہارہ کے بھائی تھے زہارہ کے تین بھائی تھے دو مذکور اور تیسرا

عبدالملک، زرارہ کے دولہ کے تھے حسن حسین حمران کے دولہ کے تھے۔ حمزہ اور محمد اور عبدالملک کا ایک لڑکا عرشین تھا اور بیکر کے پانچ تھے عبداللہ جہم، عبدالجہید، عبدالاعلیٰ اور عمر، اور ان تمام کو آلِ امین کہا جاتا ہے جیسا زنداہ بنِ امین، ان تمام کو رجالِ کشی صفحہ ۱۰۲ پر یہود کی مثل لکھا ہے۔

باقی ہم کو کسی خاص خاص راوی کی جانچی پڑتال کی ضرورت نہیں۔ جب ہم نقل کر چکے ہیں کہ امام جعفر صادق کے زمانہ تک امام جعفر کو کوئی آدمی مومن صوائے عبداللہ بن یعقوب کے نہ ملا تھا۔ ابان بن تغلب بھی امام جعفر کا شاگرد تھا اور انہی کے زمانہ میں فوت ہوا۔

اب ذرا جابر بن یزید اور جعفری محدث کا حال سنیں۔ رجالِ کشی صفحہ ۱۲۸۔

عن جابر بن یزید الجعفی قال حدثنی ابو جعفر بسبعین الف حدیث۔

جابر جعفری بیان کرتا ہے کہ میں نے امام باقر سے ستر ہزار حدیث تعلیم پائی۔

اور اسی رجالِ کشی کے صفحہ ۲۶ پر ہے۔

عن زرارۃ قال سئلت اباعبداللہ عن احادیث جابر فقال ملأیتہ

عندہ لہی قطع الامرة واحدة وما دخل علی قطع۔

زارارہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر سے سوال کیا کہ جابر کی حدیث کے متعلق تو

فرمایا کہ میرے باپ کے پاس صرف ایک دفعہ آیا تھا اور میرے پاس کبھی آیا ہی نہیں۔

فائدہ :- ستر ہزار حدیث کس سے لی تھی؟ جب امام نفی فرما رہے ہیں تو لے حضرت

شیعہ اب ستر ہزار حدیث کو اپنی کتب سے نکال ڈالیں۔

اور یہ بھی فرمائیے کہ آپ کے یہ راوی ائمہ سے حدیث نقل کرنے والے

صادق ہیں یا کاذب؟ اگر صادق ہیں، تو پھر آپ کا مذہب حق بہانہ اور اگر بقول مجلسی امام کی زبانی ان کا ملعون، کافر، یہودی، کاذب اور مفسری ہونا ثابت ہو چکا تو پھر تو مذہب شیعہ ہائل ہوا؟  
تو خود انصاف کیجئے گا کہ صرف مرثیہ خوانی پر لوگوں کو خراب کر کے ان کی عاقبت برباد نہ کریں۔

پس مختتم بات یہ ہے، کہ اگر ان راویان مذہب شیعہ کو چشم بند کر کے صاف مان لیں، تو رائے کا مذہب و دین ایسا مشکل و مشتبه ہو جاتا ہے کہ دنیا بھر کے شیعہ مل کر ان راویان کو کاذب مان لیں تو مذہب شیعہ دنیا میں ایک منٹ بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ کیا خوب مذہب ہے جو لاعن و ملعون سے چل رہا ہے۔  
ناظم صاحب فلک النجات نے انبیاء کی میرات کے بارے میں ابو الفختری پر حرج کی تھی، کہ یہ کذاب ہے، اس کے جواب میں میرے محبوب دوست ہر احمد شاہ صاحب نے جواب دیئے۔ جب وہ جواب ناچیز کے سامنے آئے، تو میں نے عرض کی، کہ شاہ صاحب! آپ نے جواب میں طویل دیا ہے جواب بالکل مختصر ہے، کہ دنیا بھر کے شیعہ مل کر اپنا ایک ایسا راوی پیش کریں جو ثقہ اور صادق ہو۔  
ابو الفختری بے چارہ نے شیعوں کی ایک ایک فریبانہ کہانی متفقہ میں شیعہ کی زبانی بیان کی، کہ شیعہ مذہب کن کن چالاکیوں اور غریب کاریوں سے دنیا میں پھیلاؤں میں سُتی، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی بن کر مدس رہے، کُتب اہل سنت میں دست اندازی کی۔ اور موضوع روایات اہل سنت کی کتابوں میں درج کی گئیں نورائد شوستری نے مجالس المؤمنین میں لکھا ہے۔



علماء شیعہ بعلمت تادمی استیلائے اصحاب شقاق واستیلائے ارباب تغلب  
و اتفاق ہموارہ و رزادویہ تقیہ مخفی بودہ اند خود را شافعی یا حنفی نمودہ اند ۔

علماء شیعہ پوریہ رہا ہونے کے زمانہ کے اور تسلط مخالفین و غلبہ متغلبین و  
منافقین کے ہمیشہ گوشہ تقیہ میں چھپے رہے اور اپنے کو حنفی یا شافعی ظاہر کرتے  
اور علماء اعلیٰ نے بیخ الکرامہ میں فرمایا ۔

کثیرا ما رأینا من یتدین فی المباحن بدین الامامیۃ و یمنعہ من اظہارہ  
حب الدنیا و طلب الریاستہ و قد رایت بعض ائمة الحنابلۃ یقول  
انی علی مذهب الامامیۃ فقلت لوقتہ رسولن علی مذهب الحنابلۃ فقال لیس  
فی مذہبکوا للآلات والمشاہرات و کان اکبر مدرس الشافعیۃ فی زمانہ  
حیث قر فی اوصی ان یتولی امرہ فی غسلہ و تہجیزہ بعض الامامیہ وان تدفن  
فی مشہد مولانا الکاظم واشہد علیہ انہ کان علی مذهب الامامیۃ ۔

ہم نے بہت سے لوگ دیکھے ہیں، جو باطن میں مذہب شیعہ رکھتے تھے مگر پورجہ مت دنیا و  
طلب ریاست کے اس کو ظاہر نہ کرتے تھے اور میں نے دیکھا بعض ائمہ حنبلیہ کو وہ کہتے تھے  
کہ ہم شیعہ ہیں میں نے ان سے کہا کہ پھر اب حنبلی مذہب کی تعلیم کیونکر دیتے ہو تو انہوں نے  
کہا کہ تمہارے مذہب میں آمدنی اور تنخواہ نہیں ہیں اور ہمارے زمانہ میں شافعیہ کا ایک مدرس  
اعلیٰ یعنی خضر مدرس تھا جب وہ مرنے لگا تو وصیت کی کہ میری تجہیز و تکفین کسی شیعہ کے  
سپردہ کی جائے ۔ اور ہم کو مشہد موسیٰ کاظم میں دفن کیا جائے اور لوگوں کو کہا کہ میں باطن میں  
شیعہ تھا ۔

یہ فریب اس واسطے دیا کہ علماء کو شیعہ بنانے کا یہی اچھا طریقہ ہے ۔ اگر شیعہ کے

رنگ میں رنگے نہ گئے تو کم از کم جگہوں پر تو ضرور ہو جائیں گے۔  
مجالس المؤمنین میں قاضی نور اللہ صاحب رقمطراز ہیں۔

بیسارے ارا صاحب خود را دیدہ بودم کہ چون استماع علم عامہ علم خاصہ کردند ہر دورا کہ باہم مخلوط کردند تا آنکہ حدیث عامہ را از خاصہ روایت نموده اند و روایت خاصہ از عامہ میں نے بہت سے شیعہ کے اصحاب کو دیکھا کہ جب علم عامہ (شنی) اور خاصہ شیعہ کا علم حدیث حاصل کر لیا، تو دونوں کو ملا کر شیعوں کی حدیثوں کو شیعوں سے اور شیعوں کی حدیثوں کو شیعوں سے روایت کرتے تھے۔

اس تقیہ بازی کی وجہ سے ان علماء شیعہ کے ہاتھوں شیعوں کی کوئی کتاب نہ بچ سکی۔ آج جس قدر شنی کتب پر شیعہ اعتراض کرتے ہیں۔ اور تمام روایتیں ان کی خود ساختہ ہیں۔ ان تقیہ بازوں میں حسین بن روح سفیر ثالث امام غیب ہے جس کے متعلق فصل الخطاب صفحہ ۲۸ پر ہے۔

وہیں هذا الطائفة الشيخ الذي ربما قيل بعصمته ابو القاسم حسين بن روح۔

فائض تحریف قرآن کی جماعت کا رئیس وہ شیخ جس کے بارہ میں بہت دفعہ قصداً ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے ابو القاسم حسین بن روح ہے۔

اس نے اکیس برس امام اور شیعہ کے درمیان سفارت کی حق الیقین کے صفحہ ۲۸ پر ہے۔

وہ اکیس برس سے زیادہ سفارت و نیابت میں مشغول رہا اور تمام شیعوں کا مرجع تھا۔ وہ اس طرح تقیہ کرتا تھا کہ اکثر شنی اس کو اپنے گروہ سے جانتے تھے اور

بحث کرتے تھے :

فاصلہ :- یہ تو علماء معصومین کا حال تھا غیر کا کیا کہنا ؟ شیعوں کے راویوں نے ہر موقعہ و ہر محل کی حدیث گھڑ لی جب کوئی سوال ہوا کہ امام تو امامت سے انکار کرتے ہیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے تو ان پر زوں نے جواب دیا کہ وہ تقیہ کے انکار کرتے تھے۔ ورنہ ان کا مذہب تو شیعہ ہی تھا۔ اور پھر اس پر سوال ہوا کہ تقیہ تو صاف جھوٹ ہے، تو جواب دیا (مُؤَلَّ کا قی باب الثواب)

التقیة من دینی ومن دین ابائی لا دین لمن لا تقیة له .

کہ امام فرماتے ہیں کہ تقیہ ہمارا اور ہمارے باپ دادوں کا دین ہے جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے تقیہ میں تو بڑا ثواب ہے۔

پھر سوال ہوا کہ تم پھر اپنے مذہب کی تبلیغ کیوں نہیں کرتے تو جواب دیا۔  
(اصول کافی صفحہ ۸۵ ص ۸۵)

انکسر علی دین من حکمہ اعنہ اللہ ومن اذا عہ اذلہ اللہ .

اے شیعو! تم ایسے دین پر ہو کہ اگر اس شیعہ دین کو چھپا رکھو گے تو تم کو خدا عزت بھی دے گا اور اگر ظاہر کر دے گے تو تم کو خدا ذلیل کر دے گا۔ یہ مذہب کو ظاہر نہ کرنا۔

کیا خوب دین ہے کہ جس کے چھپانے سے عزت اور ظاہر کرنے سے ذلت حاصل ہو، پس معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے جو دین اپنے رسول کے لئے مبعوث فرمایا وہ دین نہیں ورنہ اس کے ظاہر کرنے کا فوری حکم دیا تھا اور رسول نے آتے ہی ظاہر کرنے کا فوری حکم دیا تھا اور رسول نے آتے ہی ظاہر کر دیا مگر شیعہ دین کا چھپانا ہی فرض ہے۔

قال تعالیٰ ۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَهُ عَلَى  
الدِّينِ كُلِّهِ -

خدا نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت و دین حق دے کر مبعوث فرمایا تاکہ اس دین کو  
تمام دینوں پر غالب کر دے۔

فائدہ :- (لیظہر) کے لام کا تعلق آرسل کے ساتھ ہے۔ یعنی جب بھی اُسی وقت  
دین ظاہر کیا اور شیعہ کا قرن اول میں نام تک بھی نہ تھا۔ اود اب تک اس کے  
چھپانے میں عزت ہے پھر جب کسی نے سوال کیا کہ لوگوں سے اس دین حق  
پر مناظرہ کیوں نہیں کرتے؟ تو فوراً کشالی میں ڈال کر حدیث بنائی کہ ائمہ  
نے فرمایا، مناظرہ نہ کرنا ورنہ شیعہ کے دل بیمار ہو جائیں گے۔ یعنی حق کا انہما  
دل کی بیماری ہے۔

اصول کافی صفحہ ۴۸۶ پر امام جعفر سے :-

لَا تَخَاصُمُوا بَيْنَكُمْ النَّاسَ فَإِنَّ الْمُتَخَاصِمَةَ قَعْرَةٌ لِلْقَلْبِ -  
لوگوں سے مناظرہ نہ کرنا، کیونکہ یہ مخاصمہ دل کی بیمار کر دیتا ہے۔

آج مولوی اسماعیل کو منع کریں۔ اس کا دل تو خدا جانے کیا ہو گا پھر کسی سنی  
نے سوال کیا کہ جب بنی مسلمان نہیں آوے نہ صحابہ کرام تھے تو پھر حضرت علیؑ  
نے ان کے پیچھے تیس سال نمازیں پڑھ کر کیوں ضائع کیں۔  
جیسا کہ احتجاج مطبوعہ ایران صفحہ ۵۴ پر ہے۔

ثُمَّ قَامَ وَتَهَيَّأَ وَحَضَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ -

پھر کھڑا ہو کر اور تیار ہو کر مسجد میں حاضر ہو کر صدیق اکبرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔



پھر جب ان سے سوال ہوتا ہے کہ تم اپنے ان پیش کردہ مسائل کو ائمہ کے پاس جا کر تصدیق کرا سکتے ہو، کہ امام معصوم ہوتا ہے مفترض الطاعت ہوتا ہے۔ اور خلافت حضرت علی کا حق تھا جو اصحاب ثلاثہ نے جبراً چھین لی وغیرہ ذالک تو فوراً حدیث بنا کر پیش کر دیتے ہیں کہ ہم تصدیق مسائل کی نہیں کرا سکتے ائمہ ہم کو تمام مسائل بطور تقیہ کے تنہائی میں بتاتے ہیں۔ میساک فروع کافی باب الموارث مطبوعہ کعبہ جلد ۲ ص ۵۲ پر زرارہ سے روایت ہے

وكانت ساعتی اننی كنت اخلوا به فيهما بين الظاهر والعصر و كنت احكر ان اساله الا خاليا خشية ان يعتدني اجل ان يحصره بالتقية۔

اور زرارہ کہتا ہے، میرے لیے ایک وقت نماز ظہر و عصر کے درمیان میں تھا سوائے تخلیہ کے میں مکروہ ماننا تھا سوال کرنا اس خوف سے کہ امام باقر مجھے فتویٰ دیدے لوگوں ملنے تفریک کے۔

پھر جب ان پر سوال ہوتا ہے کہ اگر حضرت علیؑ کے خلیفہ خدا و رسول ﷺ نے بنا کر اعلان کیا تھا تو یہ ایک پیش گوئی تھی۔ جس کے غلط ہونے سے معاذ اللہ ثم ملائکہ خدا اور رسول جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ اور یہ امر محال ہے تو جواب دیتے ہیں کہ خدا کو باہر جاتا ہے بھول جاتا ہے جب خدا بھول جاتا ہے تو رسول تو خود بھول جاتے گا۔

اساس الاصول صفحہ ۲۱۹ پر ہے۔

اعلموا ان البداء لا يقول به احد لانه يلزم منه ان يتصف الباري تعالى بالجہل كمالا يخفى۔

جان تو تم پر تحقیق بنا کا کوئی قائل نہ ہو ورنہ لازم آئے گا کہ خدا تملک جاہل ہے۔

حضرات شیعہ بدعا کا معنی الٹ پلٹ کرتے ہیں۔ مگر علامہ ولیدار علی نے واضح کر دیا کہ بدعا کا معنی جہالت ہے۔ شاہاش حضرات شیعہ نے قرآن کو غیر معتبر و محروم بنایا، اصل قرآن کو غار میں چھپایا رسول کریم کی ختم نبوت کا انکار کر کے پھر ائمہ کو جھوٹا تقیہ باز بنایا آخر خدا کو بھی جہالت سے نہ بچایا۔ شاہاش۔

---

# تَمَّهِ اِيجَادِ مَذْهَبِ شِيعَةٍ

عرب خاص کر کے مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ مرکز اسلام ہیں۔

پارہ نمبر ۱۳ سورۃ ابراہیم :-

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلرُّسُلِ هُمْ أَنْتُمْ خَلَقْتُمْ هَٰؤُلَاءِ فَأَنزِلْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ إِنَّا فَتْنَنَهُم بِمَا عَمِلُوا ۖ وَاللَّهُ يَكُونُ بِمَا عَمِلُونَ غَافِلًا ۚ فَأَنزَلْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ فَاجْتَنِبُوا سُبُلَ الَّذِينَ كَفَرُوا رُبَّمَا تَوَلَّوْا ۚ وَتِلْكَ الْأَرْضُ الَّتِي بَدَّلْنَا خِلَافَ مَا عَمِلُوا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ۚ وَلَنَسْكَكُمُ الصَّاعِقَاتُ الْكَاسِفَاتُ غُنًى وَلَنُنَاقِشُ الَّذِينَ ظَلَمُوا فِي سَبْعٍ مِّنْ نَّجْمٍ لِّمَنَظَرٍ ۚ وَلَنَعْلَمَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنَّهُمْ كَاذِبُونَ ۚ وَحَبِيدٌ ۚ

اور کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے اپنے پیروں کو ابتہ کمال دیں گے ہم تم کو اپنی زمین سے یا تو ابتہ ضرور ضرور ہمارے دین میں لوٹ آؤ گے پس وہی کی ان پیروں کی طرف ان کے بے گناہی کے لئے کہ ابتہ ضرور ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے اور ابتہ ضرور ہم ان کو کافروں کی زمین میں آباد کر دیں گے ان کے پیچھے یہ حکم و انعام اس کے لئے ہے جو میرے پاس آنے ڈرتا ہے اور ڈرتا ہے میرے عذاب سے۔

فاصلہ :- قرآن کی اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ایک قانون بیان فرمایا ہے کہ جس سرزمین میں انبیاء مبعوث ہوتے ہیں وہ زمین مرکز اسلام ہوتی ہے۔ گو کسی وقت کیلئے عارضی طور پر انبیاء کو کفار کمال بھی دیتے ہیں مگر آخر وہ مرکز اسلام ضرور ہی انبیاء کے قبضہ میں دیا جاتا ہے جیسا کہ فرعون کو ہلاک کر کے بنی اسرائیل کو نکلادی۔



وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَءِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا هَبْنَا  
وَعْدُ الْأَحْقَرِ حُشْبَاءَ مَكْرٍ لَقِيفًا

اور فرمایا ہم نے بنی اسرائیل کو آباد رہو تم زمین میں پس جب وعدہ آخرت کا آیا تو ہم تم کو جمع کر کے لائیں گے۔

اس آیت سے بھی اظہر من الشمس اور روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ جس ملک میں انبیاء پیدا ہو کر مبعوث ہوتے ہیں، وہ ملک انبیاء و مشعین انبیاء کو بعد ہلاکت کفار کے ضروری دیا جاتا ہے۔ جیسا پہلی آیت ہلاکت ظالمین اور سکونت مومنین سے واضح ہے جیسا اس سے ثابت ہو گیا کہ مرکز اسلام میں کفار کی سکونت اور محال ہے بلکہ اس مرکز سے کفار کو ضروری نکالا جاتا ہے۔ جیسا کہ مسجد حرام سے قطعی مانعت کر دی گئی، سکونت تو درکنار، دخول مسجد سے بھی منع فرما دیا۔ قال تعالیٰ:

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بِمَدِينَةِ  
مَكَّةَ هَذَا

مشرک پلید ہیں مسجد حرام کے نزدیک اس سال کے بعد نہ آئیں۔

مسجد حرام مکہ مکرمہ ہے لہذا مکہ شریف کے متولی اور وارث ہونا تو درکنار مکہ کے قریب آنا بھی منع فرمایا۔

قال تعالیٰ :-

وَمَا كَانُوا أَهْلِيَاءَ ۚ إِنَّ أَوْلِيَاءَهُ إِلَّا الْعَشِقُونَ ۚ

مشرکین مکہ مسجد حرام کے متولی نہیں بلکہ متولی مشقی پرہیز گار ہیں۔

قال تعالیٰ :-

جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ -

اللہ نے بنایا خانہ کعبہ کو گھر حرمت والا -

مکہ مکرمہ بھی حرم اور مدینہ طیبہ بھی حرم، اور دونوں مرکز اسلام ہیں اسی وجہ سے مرکز اسلام کو خدا تعالیٰ نے اسلام کے لیے مخصوص فرمادیا کوئی مشرک کوئی یہودی، کوئی کافر عیسائی مرکز اسلام میں اس کا وارث بن کر نہیں رہ سکتا جو کوئی عیسائی یہودی تھے - وہ سب نکال دیئے گئے - اسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا -

لَنْ يَجْتَمَعَ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ دِيْنَانِ -

جزیرہ عرب میں دو دین جمع نہ ہوں گے کہ اسلام کے مرکز میں کفر بھی موجود ہو - اور یہ ظاہرات ہے جس کو تمام دنیا مانتی ہے کہ کوئی مذہب کوئی دین یا کوئی قوم قطعاً زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس کی دینی مرکز ہی کوئی دردسگاہ نہ ہو کوئی تعلیم و علم باقی نہیں رہ سکتا -

جب تک کوئی ارضی مرکز نہ ہو جس میں دس و تدیس جاری ہو کوئی دین جاری نہیں ہوتا جب تک اس کا سرچشمہ سے لگاؤ نہ ہو، کوئی نہر جاری نہ ہو جس کا تعلق دریا سے نہ ہو، کسی کنوئیں یا چشمہ سے پانی جاری نہ ہو گا جب تک اس پانی کا چشمہ سے یا خود کنوئیں سے لگاؤ نہ ہو - کوئی بجلی گھر نہ دے گی جب تک اس کا تعلق مرکز سے نہ ہو اسی طرح سورج چاند چل رہے ہیں مگر ان کو بھی اپنے مرکز سے تعلق ہے - قال تعالیٰ -

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلًّا يَجْرِىٰٓ إِلَىٰ جَاوِشٍ مُّسْتَوٍ يُّدِيرُ الْأَمْرَ

يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ رَتَبَكُمْ تَوْفِقُونَهُ

سورج اور چاند کو کام میں لگایا ایک ایک وقت ہم گدش کر رہا ہے تدبیر کرتا ہے  
 کام کی تفصیل سے بیان کرتا ہے نشانیاں اگر تم ساتھ ملاقات دہ اپنے کے یقین کرو۔  
 پس ثابت ہو گیا، کہ کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جب تک اس کا کوئی مرکز  
 نہ ہو۔ ورنہ وہ قوم ایک بھیڑوں کا ریڑ ہے جس کا کوئی چرواہا نہیں یا جیسا بازاروں  
 میں کافی مخلوق ہوتی ہے، کہ ان کا اس جماعت سے لگاؤ نہیں جو مسجد میں نماز کی  
 جماعت ہو رہی کہ اس مرکز کا وہ امام ہے جس سے اس جماعت کو لگاؤ ہے۔  
 پس اس سے سمجھ لو کہ اگر دریا پلید ہے تو نہر پلید اگر کنواں پلید ہے تو تمام پانی پلید  
 بجلی کا مرکز پاور ہاؤس، خراب ہے تو بجلی بند روشنی بھی بند اگر مکہ مکرمہ و مدینہ  
 طیبہ میں جب کفر چھا گیا تو اسلام رخصت و نابود۔ تمام ممالک اسلامیہ کا مرکز مکہ  
 معظمہ و مدینہ منورہ ہے۔ یہی دینی درس گاہ ہے یہی ایمانی درس گاہ ہے یہی تعلیم و  
 تدریس کی درس گاہ ہے اور سرچشمہ ایمان و اسلام ہے۔ اسی جگہ سے اسلام پھوٹا اور  
 دنیا میں پھیلا۔ تمام دنیا نے اس جگہ سے ایمان و اسلام و علم حاصل کیا، اسلام کے  
 فدایان کا وطن اور جانے پیدائش مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ ہے۔ قرآن عربی، نبی عربی  
 اسلام عربی اور دین و مذہب عربی ہے۔ قرآن اسلام اور نبی کریم ﷺ نہ  
 فارسی نہ ایرانی نہ عراقی اور نہ یمنی ہے۔ پس جس دین کا جس مذہب کا تعلق مرکز سے  
 نہیں ہے وہ دین دین نہیں وہ مذہب، مذہب نہیں بلکہ وہ ایک جسم ہے جس میں  
 روح نہیں وہ مردہ ہے اس میں جان نہیں، پھل پھول اسی بوڑھے کو لگتا ہے جس  
 کا تنہا مضبوط و محفوظ ہو جس درخت کی جڑیں کاٹی گئی ہوں وہ درخت پھل نہیں دیتا

جو مذہب اپنے مرکز سے نہیں چلتا وہ یقیناً قابلِ پھل نہ ہو گا نہ اس سے ثواب چلے  
ہو گا خواہ کتنا شاق عمل کرے۔ مذہب وہی ہے جس کا تعلق مرکز یعنی مکہ شریف و مدینہ  
منورہ سے ہے۔ قال تعلق۔

جَعَلَ اللهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ۔

اللہ نے بنایا خانہ کعبہ کو گھر عزت والا لوگوں کے قیام کے لیے۔

اس آیت میں کعبہ کو تمام دنیا کی قیام گاہ اور تمام جہان کا سہارا فرمایا۔

وَلَا جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا۔

اور جب کہ ہم نے کعبہ کو عبادت گاہ اور امن کی جگہ بنایا لوگوں کے لیے۔

اس آیت میں کعبہ کو تمام اسلام کی عبادت گاہ، ثواب گاہ اور روحانی مرکز

فرما کر واضح کر دیا۔

کیونکہ عبادت میں ثواب اسی وقت تک ہو گا جب تک اس عبادت کا

دینی مرکز سے لگاؤ ہو۔ ورنہ بچھے ثواب کے عذاب ہو گا۔ کیونکہ اس عبادت کو

دینی معبد خانہ سے لگاؤ نہیں۔

وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا

اس آیت میں فرمایا کہ تمام مسلمانوں کے ٹوٹے پھوٹے دلوں کی تسکین،

جلے دلوں کے لیے آبِ حیات اور غمزدوں کے لیے فرحت و شادمانی ہے اس کے

ساتھ تعلق رکھنے والا دنیا و آخرت میں مامون و محفوظ ہو گا۔

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ

كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَتْحٍ عَرِيقٍ۔

اس آیت میں فرمایا مسلمانوں کا مذہب نہیں کہ کسی وقت بھی اپنی مذہبی درگاہ  
روحانی غذا کو بھول جائے بلکہ ہمیشہ اس کی طرف آئیں دور سے دور راستہ سے بھی۔

وَمِنْ حَيْثُ نَزَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ  
فَاجْعَلْ أَهْلَهُ ذِكْرًا لِلنَّاسِ الَّتِي تَهْوَى إِلَيْهِمْ

ان آیتوں میں فرمایا، مسلمانوں کا فرض ہے، کہ وہ ہمیشہ اس ایمانی  
روحانی درگاہ سے وابستہ رہیں۔ خالی اپنی جانوں کو نہیں بلکہ دلوں کو  
بھی اسی سے وابستہ رکھیں۔ اسی وجہ سے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دلوں  
کھیلنے دعا کی طلب کی تھی کہ بارخدا یا لوگوں کے دلوں کو مکہ کے متولیوں کی طرف  
مُجھکا دے۔

چونکہ اسلامی دارالامان و دارالخلافت عرب و مکہ و مدینہ طیبہ ہیں،  
دارالخلافت کی حفاظت خود بادشاہ تمام ممالک سے بڑھ کر کرتا ہے، کوئی  
دشمن اس پر قابو نہ پائے۔ کیونکہ اگر دارالخلافت دشمن کے قبضہ میں آجائے  
تو حکومت گئی۔

پس خلاصہ یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ سے لے کر آج تک عرب میں خاص کر  
خانہ کعبہ و مدینہ طیبہ پر قابض و متولی اہل سنت ہی آ رہے ہیں۔ اور صحابہ کے  
مذہب پر بھی اہل سنت و الجماعت ہیں۔ کسی خارجی، رافضی اور مرزائی کو ان  
مقدس مقامات پر خدا تعالیٰ نے قدم نہیں رکھنے دیا۔ جس کا مطلب یہ  
ہے کہ اسلامی دارالخلافت اور اسلامی حکومت کے وارث و حاکم اہل سنت  
والجماعت ہی ہیں۔

اگر صحابہ کرام اہل سنت والجماعت حق پر نہ ہوتے، تو یقیناً ان سے بادشاہ  
اعلیٰ اور احکم الحاکمین یہ حکومت چھین لیتے۔ اور دار الخلافت سے نکال دیتے  
اور اس اسلامی تخت پر اپنے وعدہ کے مطابق کسی اپنے خاص بندے کو  
بیٹھاتے۔

پس معلوم ہوا کہ سنی مذہب حق ہے اور شیعہ وغیرہ باطل پر ہیں۔  
من بہر جمیعۃ نالان شدم جفت خوش حالان و بد حالان شدم  
ہر کس از ظن خود شد یار من از درون من نہ جست اسرار من  
سز من از نالہ من دور نیست یک کس را گرش آں منظور نیست

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

الْبَاقِیَ اِلَى الْخَبْرِ

اچھین۔ اللہ یار خان سکنہ چکڑاہ ڈاکخانہ خاص ضلع میانوالی۔